آٹھویں قسط

"مناہل آؤناں، بیٹھو ہمارے ساتھ۔۔۔"برہان زبردستی مسکرا کر بولے اور ساتھ ہی کنکھیوں سے درشہوار کا سپاٹ چہرہ دیکھا۔ وہ ملک شیک کے گلاس میں لاتعلقی کے ساتھ اسٹرا گھمارہی تھی۔ جیسے جان بوجھ کر مناہل کو نظر انداز کر رہی ہو۔ اس کا یہ رویئہ برہان کے لیے ناقابل فہم تھا تو مناہل کے لیے بڑا ہی دل دکھانے والا۔۔اس کے باوجود مناہل ڈھیٹ بن کر عین اس کے سامنے بیٹھ گئی جبکہ درشہوار کے حلق میں کڑواہٹ گھلنے لگی، زندگی اسے عجیب ہی مقام پر لے آئی تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اس لڑکی کے روبرو ہوگی جس کی وجہ سے ہادی نے اسے بُری طرح سے دھتکارا تھا۔

"کیسی ہو درشہوار، برہان بہت ذکر کرتے ہیں تمہارا۔۔۔"مناہل نے ہلکا سا جھجک کر اسے مخاطب کیا جس کے چہرے پر لاتعلقی اور بیزاری کا تاثر بڑا واضح تھا۔ جیسے وہ اس سے بات کرنا تو دُور کی بات دیکھنا بھی مناسب نہ سمجھتی ہو۔۔۔

"فائن۔۔۔"درشہوار نے پاس رکھا اپنا سیل فون اٹھایا اور بیزاری سے فیس بک کھول کر بیٹھ گئی۔

"تم درشہوار کو چھوڑو، اس کی طبیعت ٹھیک نہیں، یہ بتاؤ کیا لوگی۔۔۔؟"برہان نے آداب میزبانی نبھانے کی کوشش کی۔

"وہی جو ہمیشہ لیتی ہوں۔۔۔"وہ بڑی ادا سے مسکراتی ہوئی درشہوار کو مذید سلگا گئی۔

"سینڈوچ اور کافی۔۔۔"وہ مسکرا کر کھڑا ہوا، اور کیفے ٹیریا کے سروِنگ ایریا کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے برہان کو کہا، تم جانتی ہو مجھے، پوچھ سکتی ہوں، کیسے۔۔؟"مناہل نے ایک لحہ اسکی سکڑی ہوئی گھنی بھنوؤں کو دیکھا اور ہموار لہجے میں گویا ہوئی۔

"شاید بھائی ہی سے ذکر سنا تھا۔۔۔"اس نے اپنی طرف سے ٹالنے کی بھرپور کوشش کی۔

"لیکن مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تم کسی اور حوالے سے بھی جانتی ہو مجھے۔۔۔"درشہوار نے چونک کر مناہل کا چہرہ دیکھا اور فورا نظریں چرا گئی۔ بلاشبہ وہ واقعی ایک خوبصورت لڑکی تھی اور اگر ہادی اس پر مرتا تھا تو پھر تو واقعی اس میں کوئی نہ کوئی خاص بات ضرور تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔"درشہوار صاف مکر گئی۔

"تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔۔"وہ مسکرائی۔

"آگے کیاارادے ہیں تمہارے، میرا مطلب ہے برہان بتا رہے تھے رزلٹ آچکا ہے تمہارا۔"

"بھائی کیا ساری ہی باتیں آپ کو بتاتے ہیں۔۔۔"؟اس کے زہر آلود انداز پر مناہل کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک ہوا۔اس نے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا،اس کے ہر انداز سے ناگواری اور کوفت کا احساس چھلک رہا تھا۔

"آئی ایم سوری،شاید تمہیں اچھا نہیں لگا۔۔۔"وہ بُری طرح سے خفت کا شکار ہوئی۔

"ناٹ ایٹ آل۔مجھے کیوں بُرا لگے گا،ایکچوئلی، برہان بھائی کو زیادہ بولنے کی عادت نہیں،اس لیے سن کر تھوڑا عجیب لگ رہا ہے۔" درشہوار کو اپنے رویئے کی بدصورتی کا احساس ہو گیا تھا اس لیے دل پر جبر کر کے اس نے اپنے رویئے کو ہلکا پھلکا کرنے کی شعوری کوشش کی۔۔

"یہ سارے بھائی،اپنی بہنوں کے سامنے یونہی ایکٹینگ کرتے ہیں۔۔۔"مناہل زبردستی مسکرا کر گویا ہوئی۔"لیکن میں تو سر کھا لیتی ہوں ہادی کا،زبردستی سارے دن کی روداد سناتی ہوں اسے۔۔۔"وہ روانی میں بولتی ہوئی اسکا دل دھڑکا گئی۔

"کون ہادی۔۔۔؟"درشہوار کو لگا جیسے اس کا دل پسلیاں توڑ کر سینے سے باہر نکل آئے گا۔

"میرا بھائی، آجکل اسکی پوسٹنگ مری میں ہی ہے۔۔۔"

"کس ڈیپارٹمنٹ میں۔۔۔"درشہوار کی دل کی دنیا میں ایک طلاطم برپا ہوا۔

"فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ میں۔۔۔۔"مناہل کی اگلی بات نے گویا درشہوار کے سلگتے ہوئے اعصاب پر پھوار برسادی۔دل ودماغ پر چھائی ہوئی ساری کثافتیں ایک لمحے میں دھل گئیں۔اس کے ساتھ ہی اس کے مزاج نے مری کے موسم کی طرح اچانک پلٹا کھایا اور چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔

"آپ کیا کر رہی ہیں آجکل۔۔۔۔؟"درشہوار کو ایک دم ہی اس میں دلچسپی پیدا ہوئی۔

"ابھی ایم ایس کا تھیسس جمع کروایا تھا اور آجکل پی ایچ ڈی کا کورس ورک چل رہا ہے۔"مناہل نے تعجب سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا،جو چند لمحے پہلے اس کی طرف دیکھنے سے بھی گریزاں تھی لیکن اب مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر ایلفی کی طرح چپک گئی تھی۔

"آپ آئیں ناں کبھی برہان بھائی کے ساتھ ہمارے گھر،مری میں۔۔۔"اسکی اگلی آفر پر وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"ضرور،کیوں نہیں۔۔۔۔"مناہل نے بوکھلا کر اسکی طرف دیکھا،وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہی تھی۔۔

"تم بھی آنا،اسلام آباد میں میرے ماموں ممانی کا گھر ہے،میں زیادہ تر وہیں ہوتی ہوں۔۔۔"اس نے بھی مسکرا کر اسے دعوت دی۔

"اور آپ کے پیرنٹس کہاں ہوتے ہیں۔۔؟"درشہوار کا بس نہیں چل رہا تھا اس کے حلق میں انگلی ڈال کر ساری معلومات ایک ساتھ نکلوا لے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"وہ سعودیہ میں ہوتے ہیں۔۔۔" مناہل نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اچھا لگا آپ سے مل کر۔۔" در شہوار کا انداز سراسر خوشامدی تھا، وہ تو وقت پڑنے پر گدھے کو بھی باپ بنا لیتی تھی، یہ تو پھر ہادی کی بہن تھی۔ اس وقت برہان سیلف سروس کے تحت ایک ٹرے میں سینڈوچ اور کافی لیے وہاں چلے آئے انہوں نے بہت دُور سے در شہوار کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر سکون کا سانس لیا ورنہ وہ دل ہی دل میں ڈر رہے تھے کہ مناہل کے سامنے اسکی بے رخی کو کیسے جسٹی فائی کریں گے۔

"بھئی مناہل، تم کون سے لطیفے سنا رہی ہو میری بہن کو۔۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے ٹرے میز پر رکھی۔

"آپ کی بہن تو ماشاء اللہ بہت کیوٹ ہے۔۔۔" مناہل کی تعریف پر در شہوار یوں شرمائی جیسے یہ کمنٹ ڈاریکٹ ہادی کی طرف سے آیا ہو۔

"آخر، بہن کس کی ہے۔۔۔" برہان کے اترانے پر در شہوار نے چونک کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ برہان کا رویّہ اس کے لیے بالکل نیا تھا، وہ مناہل کو جس والہانہ انداز سے دیکھ رہے تھے، اُسے اپنے اندر ایک ساتھ کئی خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ذہن کی اسکرین پر انابیہ کا افسردہ چہرہ ابھرا۔

"بھائی، آپ نے انابیہ کو ملوایا ان سے۔۔۔" در شہوار نے انجان بن کر پوچھا، ان کے چہرے کی رنگت لمحے بھر کو متغیر ہوئی، جسے در شہوار نے سیکنڈوں میں بھانپا تھا، برہان کو اس وقت انابیہ کا ذکر کوفت میں مبتلا کر گیا تھا۔

"ہاں، ایک بار۔۔۔" انہوں نے مختصر اجواب دیا۔

"وہ جو آپ کے چچا کی بیٹی تھی، میرا خیال ہے فرسٹ سمسٹر ہے اسکا۔" مناہل بڑے مزے سے سینڈوچ کھاتے ہوئے بولی۔

"ہاں، ہاں وہی۔۔۔" برہان نے بات کو ختم کرنے کی شعوری کوشش کی۔

"یہ کافی لو ناں۔۔۔"

"بلکل لے رہی ہوں، در شہوار اگر تم یہاں ہو تو کل میریٹ میں ایک کنسرٹ ہے، وہاں ایک ساتھ چلتے ہیں، بہت مزا آئے گا۔" مناہل کی آفر پر در شہوار کا دل بے اختیار دھڑکا اور اس نے فوراً امید بھری نگاہوں سے برہان کو دیکھا۔

"بھئی برہان کی طرف کیوں دیکھ رہی ہو، میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔۔۔" مناہل نے فوراً ہی اسکی چوری پکڑی۔

"وہ ایکچوئلی بھائی کی پرمیشن کے بغیر کیسے جاسکتی ہوں۔۔۔" اس نے مسکرا کر اپنی مجبوری بتائی اور ساتھ ہی گیند برہان کے کورٹ میں ڈال دی۔

"ڈونٹ ووری، میرے ساتھ جانے سے یہ منع نہیں کریں گے، کیوں برہان۔۔" مناہل کے معنی خیز انداز پر وہ کھل کر مسکرائے۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں، اگر در شہوار جانا چاہتی ہے۔" جواب حسب توقع ہی آیا تھا۔

http://paksociety.com

"اب بتاؤ۔۔۔" مناہل نے مسکراتے ہوئے در شہوار کا کھلتے گلاب جیسا چہرہ دیکھا، چند ہی منٹوں میں اسکے چہرے کی زردی بالکل غائب ہو چکی تھی، شاید اسی لیے کہا جاتا ہے باہر کے سارے موسم، انسان کے اندر کے موسم کے تابع ہوتے ہیں۔ اس نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ بھلا مناہل کو کس طرح منع کر سکتی تھی جو ہادی کی بہن تھی، اور ہادی وہ بندہ تھا جس کو پانے کے لیے وہ دنیا کا ہر حربہ آزمانے کو تیار تھی۔

☆☆☆☆☆☆

شہزاد نے اپنے گھر کے ڈرائینگ روم میں قدم رکھا۔ سامنے وقار درانی بڑی بے چینی سے اس کے منتظر تھے۔۔۔ وقت بھی کتنا ظالم ہے بڑے بڑے فاتح لوگوں کو انہی لوگوں کے قدموں میں گراتا ہے جن پر وہ کبھی ایک نظر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ یہ وہی بریگیڈئیر وقار درانی تھے، جنہوں نے اپنی بیٹی کو اس قصّے میں سے اس قدر صفائی اور مہارت سے نکالا تھا کہ ایک دفعہ تو شہزاد کا باقاعدہ دھاڑیں مار مار کر رونے کو دل چاہا۔۔۔ یہ وہی کنزہ کے فادر تھے جنہوں نے راتوں رات اپنی بیٹی کا نام ایف آئی آر سے نکلوا کر سارے سسٹم کی آنکھوں میں دھول جھونک دی تھی، جو کچھ عرصہ پہلے تک شہزاد اور ٹینا بیگم کو بھی کسی گنتی میں بھی رکھنے کے روادار نہیں تھے اور اس وقت وہ پورے آدھے گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ شہزاد دسلام کر کے عین ان کے سامنے والے سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔ پورے ماحول پر ایک محسوس کی جانے والی تلخی کا راج تھا۔ چائے کی ٹرالی میں ساری چیزیں جوں کی توں رکھی ہوئیں تھیں، کسی نے ان کو چکھا تک نہیں تھا۔ سامنے والے صوفے پر بریگیڈئیر وقار درانی ٹانگ پر ٹانگ رکھے بے چین انداز میں اپنا دایاں پاؤں مسلسل ہلا رہے تھے، جو ان کے ذہنی اضطراب کی غمازی کر رہا تھا، دوسری طرف ٹینا بیگم ان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے مسلسل ان کے اعصاب کا کڑا امتحان لے رہی تھیں۔

"جی وقار صاحب، کیسے آنا ہوا۔۔؟" شہزاد نے انجان بننے کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔

"آپ تو ایسے انجان بن رہیں ہیں جیسے جانتی ہی نہیں۔۔۔" وقار درانی بھی کسی سے کم نہیں تھے۔

"خیر جانتی تو میں سبھی کچھ ہوں، یہ اور بات ہے کہ اگلے بندے پر ظاہر نہ کروں۔۔۔" اسکے طنزیہ انداز پر وقار درانی کی پیشانی پر تفکر کی لکیریں رینگنے لگیں۔

"ارے نہیں، آپ غلط سمجھ رہیں ہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔۔" انہوں نے گھاگ طریقے سے اسے گھیرنے کی کوشش کی۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں اپنی بیٹی کا نام ایف آئی آر سے نکلوانے کے بعد بچا لیں گے اسے۔۔" ٹینا بیگم کے ضبط کا پیمانہ چھلکا۔

"جسٹس محمود نے اس کا نام لیا ہی نہیں تھا۔۔۔" انہوں نے پہلو بدل کر اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔

"وقار صاحب وہ بات کریں، جس پر یقین آجائے۔۔۔" شہزاد نے بیچ میں لقمہ دیا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں بیرسٹر شیری۔۔۔" وہ اپنی بات پر ڈٹے ہوئے تھے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

''لیکن آپ اور آپکی بیٹی تو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ گاڑی اس وقت رومیصہ نہیں کنزہ چلا رہی تھی۔۔۔۔''ٹینا بیگم نے ناراض لہجے میں انہیں یاد دلانے کی کوشش کی۔

''دیکھیں مسز ہارون، آپ پرانی باتوں کو بھول جائیں تو بہتر ہو گا۔۔۔''انہوں نے نپے تلے انداز میں کہا۔

''دیکھیں وقار صاحب، نہ تو یہ معاملہ اتنا سیدھا ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں اور نہ ہم لوگ اتنے سادہ ہیں جتنا آپ کا خیال ہے۔''شہر زاد کے طنزیہ انداز پر خدشات کسی سنپولیے کی طرح ان کے اندر سر سرانے لگے۔

''آپ کہنا، کیا چاہتی ہیں۔۔۔؟''انہوں نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔

''سیدھی اور صاف بات ہے کہ اگر جسٹس محمود کے بیٹے کے قتل کے جرم میں میری بہن کو سزا ہوگی تو میں ہر اس بندے کو کورٹ میں گھسیٹوں گی جس کا اس کیس سے معمولی سا بھی تعلق ہو گا۔۔۔''شہر زاد کے دوٹوک انداز پر یکبار گی ان کا دل بیٹھ گیا۔

''اور مجھے تو شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ رومیصہ کو کڈنیپ کروانے میں بھی آپکی بیٹی کا ہاتھ ہے۔''ٹینا بیگم کا اگلا وار خاصا کڑا تھا۔

''یہ آپ الزام لگا رہیں میری بیٹی پر۔وہ تڑپ کر بولے۔''

''یہ الزام نہیں، حقیقت ہے، رومیصہ کے نمبر پر آنے والی آخری کال اسی کی تھی، میرے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے۔''شہر زاد کا دوٹوک انداز وقار درانی کے دماغ میں خطرے کی کئی گھنٹیاں بجا چکا تھا معاملہ واقعی اتنا سیدھا نہیں تھا جتنا وہ سمجھ بیٹھے تھے۔

''ضروری تھوڑا ہے، کنزہ نے اسی وجہ سے ہی کال کی ہو۔۔۔''انہوں نے اپنی بیٹی کا دفاع کرنے کی کمزور سی کوشش کی۔

''اس کے ٹیکسٹ میسجز بھی موجود ہیں۔۔۔''شہزاد نے ان کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔

''دیکھیں بیرسٹر شیری، میں آپ سے بار بار کہہ رہا ہوں، آپ پرانی چیزیں بھول جائیں، رومیصہ میرے لیے بھی بیٹیوں کی طرح ہے اور میں آج اسی معاملے کو سلجھانے کے لیے ہی یہاں موجود ہیں۔وقار درانی نے دنیا جہاں کی نرمی اپنے لہجے میں سمو کر کہا۔

ان کے اس انداز پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ شہر زاد کے چہرے پر دوڑی جو وقار درانی کو مزید خفت میں مبتلا کر گئی، وہ بھی گھاگ انسان تھے اور جانتے تھے کہ اس وقت شہر زاد ان کی اندرونی کیفیت سے محظوظ ہو رہی ہے۔

''معاملہ اسی صورت میں سلجھ سکتا ہے وقار صاحب، اگر آپ کنزہ کو پاکستان بلوائیں اور وہ اصل حقیقت کا اعتراف کرے۔۔''شہر زاد کے بولنے سے پہلے ہی ٹینا بیگم تڑاخ کر کے بولیں۔

''کنزہ پاکستان نہیں آسکتی۔۔۔''ان کی پیشانی پر ناگواری در آئی۔

''تو ٹھیک ہے پھر اس کا نام بھی کیس سے نہیں نکل سکتا۔۔۔''ٹینا بیگم جھلا کر بولیں۔

''مسز ہارون، جذباتیت سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔۔۔''ان کے لہجے میں ناگواری در آئی۔

"خود غرضی کا عظیم مظاہرہ کرنے سے بھی مسئلے حل نہیں ہوتے، اگر آپ کی بیٹی پاکستان نہیں آسکتی، اصل بات نہیں بتا سکتی تو آپ ہم سے کیا امید لے کر آئے ہیں۔۔۔"ٹینا بیگم بگڑ اٹھیں اور چونکہ وہ بالکل ٹھیک بات کر رہی تھیں اس لیے شہرزاد نے بھی ان کو ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا۔

"میں چاہتا ہوں، آپ کی مکمل مدد کروں لیکن میری بیٹی کا نام بیچ میں نہ آئے۔۔۔"انہوں نے پٹاری سے اصل بات نکالی۔

"بہت خوب۔۔۔۔۔۔"شہرزاد ان کی بات پر یوں مسکرائی جیسے سمجھ گئی ہو کہ وہ انہیں بے وقوف بنانے آئے ہیں۔

وقار درانی کی پیشانی عرق آلود ہوئی، وہ ان دونوں خواتین کو سمجھنے سے قاصر تھے، ماں اگر بے حد جذباتی انداز میں بات کر رہی تھی تو بیٹی کا ٹھہرا ہوا سپاٹ لہجہ بھی انہیں پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا۔

"بہت شکریہ وقار صاحب آپ کا۔۔۔"شہرزاد ایک دم کھڑی ہوئی، وہ حیران رہ گئے۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ، میں یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے آیا ہوں۔۔۔"انہوں نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہ مسئلہ آپ کی پسند ناپسند اور شرائط پر حل نہیں ہو سکتا، زندگی کے معاملات کچھ دو اور لو کے اصول پر ہی چلتے ہیں۔۔"

"اگر جسٹس محمود یہ کیس واپس لے لیں تو۔۔۔؟"انہوں نے اس پر دانہ ڈالنے کی کوشش کی۔

"تو ظاہری سی بات ہے اس میں صرف ہمارا ہی نہیں آپ کا بھی فائدہ ہے۔۔۔"شہرزاد نے سنجیدگی سے تبصرہ کیا۔

"اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں فیملیز مختلف طریقوں سے جسٹس محمود کو پریشرائز کرنے کی کوشش کریں۔"انہوں نے مزید کہا۔

"آپ کو جسٹس محمود اتنے جذباتی اور امیچور لگتے ہیں جو لوگوں کی باتوں میں آکر ایک جیتی ہوئی بازی ہاتھ سے نکال دیں۔۔"شہرزاد نے ان کی تجویز کو ایک لمحے میں رد کیا۔

"جب بات پوری فیملی کی ریپوٹیشن کی آجائے تو انسان کو کمپرومائز کرنا پڑتا ہے۔۔۔"وقار درانی کی بات پر وہ ایک لمحے کو چونکی۔

"اس پوائنٹ پر بندہ تبھی کھیل سکتا ہے جب وہ اندر کی بہت سی چیزیں جانتا ہو۔۔"

"میں جانتا ہوں، مجھ سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہے اس خاندان کی۔۔۔۔"وہ معنی خیز انداز میں مسکرائے۔

"تو ٹھیک ہے، آپ اس سلسلے میں تعاون کریں اور میں دیکھوں گی کہ کہاں کہاں پر آپ کی مدد کی جا سکتی ہے، چائے پئیں مجھے کچھ ضروری کالز کرنی ہیں۔۔"شہرزاد اپنی بات مکمل کر کے رکی نہیں اور ڈرائینگ روم سے نکل گئی۔ وہ جان گئی تھی کہ اس شخص کو کس طرح ڈیل کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پورچ سے اوپر جاتی سیڑھیوں کے نیچے بنی جگہ پر دبکے ہوئے انہیں کئی گھنٹے ہو چکے تھے۔ایک ہی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ان کے جسم کی ساری ہڈیاں شل ہو گئیں تھیں۔خدا خدا کر کے یہ رات گذری تھی، لیکن اس نے ان دونوں کو بُری طرح سے تھکا دیا تھا۔اس نے جمائی لیتے ہوئے رسٹ واچ پر ٹائم دیکھا، صبح کے چھ بج رہے تھے۔۔۔آسمان کی ملگجی سیاہی، اجلی نیلاہٹ میں بدل چکی تھی، اس نے رومیصہ کی طرف دیکھا جو دیوار سے ٹیک لگائے اپنے گھٹنوں میں سر دیئے بے خبر سو رہی تھی۔اسے بے ساختہ اس پر رشک آیا، وہ ساری رات ایک لمحے کو بھی اپنی آنکھیں بند نہیں کر پایا۔وہ باہر ٹین ڈبے بیچنے والی کی آواز سے جاگی اور نیند بھری آنکھوں سے دیکھا، وہ سامنے پورچ میں کھلنے والے دروازے کے قفل کے ساتھ طبع آزمائی کرنے میں مگن تھا۔اس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک تار تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔"رومیصہ کی آواز پر وہ پلٹا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"اٹس ناٹ فیئر۔۔۔"وہ آہستگی سے بڑبڑائی۔

"بے وقوف لڑکی، پولیس باہر موجود ہے اور ہم کب تک اس پورچ میں چھپے رہیں گے۔"اسکی آواز میں بے زاری کا عنصر نمایاں تھا۔اسی وقت ٹک کی آواز سے قفل کھل گیا، اس کے چہرے پر بڑی فطری سی خوشی جھلکی۔وہ اپنے ٹراؤزر کی جیبیں ٹٹولتا ہوا رومیصہ کے پاس آیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا۔

"اٹھو اندر چلتے ہیں، جیسے ہی پولیس یہ علاقہ خالی کرے گی میں تمہیں، تمہارے گھر چھوڑ آؤں گا۔۔۔"

"میں نہیں جاؤں گی اندر۔۔۔"اس نے صاف انکار کیا۔

"احمق لڑکی، تم خود بھی مرو گی اور مجھے بھی مرواؤ گی۔۔۔"اس کی آواز ایک دبی دبی غراہٹ سے مشابہہ تھی۔

"میں نے تھوڑی کہا تھا اغوا کر کے لاؤ مجھے۔۔۔"وہ بھی اپنی پرانی جون میں واپس آ رہی تھی۔

"واہ، فارم ہاؤس سے نکلتے ہی چیونٹی کو بھی پر لگ گئے۔۔۔۔"وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"خود اپنی طرف بھی دیکھ لو، کیسے اونٹ پہاڑ کے نیچے آیا کھڑا ہے۔۔۔"اس نے بھی دو بدو جواب دیا جسے سن کر وہ مسکرا دیا۔

"اچھا اچھا دیکھ لوں گا، فی الحال اٹھو، ورنہ ہم کسی بڑی مشکل میں بھی پھنس سکتے ہیں اور میں تو ویسے ہی یتیم مسکین بچہ ہوں۔"اس آگے بڑھ کر رومیصہ کا بازو پکڑا تو رومی کو ایک دم جھٹکا لگا، اس کا ہاتھ گویا ایک جلتا ہوا انگارہ تھا۔وہ تیز بخار نے نرمی سے کہتے ہوئے میں پھنک رہا تھا۔

"تمہیں تو ٹمپریچر ہے۔۔۔"وہ پریشان انداز میں خود ہی کھڑی ہو گئی۔

"ہاں تو۔۔۔"اس کی صحت پر کوئی اثر ہی نہیں پڑا۔رومیصہ نے غور سے اسکی طرف دیکھا، اسکی سوجن زدہ آنکھیں رتجگے کی غماز تھیں، بال الجھے ہوئے، اور ہونٹ خاصے خشک تھے۔تھکن کسی اژدھے کی مانند اسکے سارے وجود کو جکڑے ہوئے تھی۔

"میرا معائینہ اندر جا کر کر لینا، جانتا ہوں بہت ہینڈ سم ہوں میں۔۔۔"اس نے اپنی نقاہت زدہ آواز میں اسے چڑایا۔

"خوش فہمی ہے تمہاری۔۔۔"وہ تپ کر اس سے آگے چل پڑی، جیسے ہی دونوں لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے، سیلن زدہ باس نے ان کا استقبال کیا، جو شاید زیادہ دیر تک گھر بند رہنے کی وجہ سے درو دیوار پر رچ بس گئی تھی۔ رومیصہ نے لاشعوری طور پر ساری لائٹس آن کر دیں۔

"بے وقوف لڑکی، لائٹس کیوں جلا رہی ہو، پڑسیوں کو شک ہو جائے گا۔"اس نے آگے بڑھ کر لائٹس آف کیں اور لاؤنج کے پردے ہلکے سے سرکائے، سورج کی روشنی کا ایک طوفان اندر گھس آیا۔ لاؤنج میں رکھے فرنیچر کو بڑی بڑی چادروں سے ڈھکا ہوا تھا ایسے لگتا تھا جیسے اس گھر کے مکین ایک طویل عرصے کے لیے یہاں سے گئے ہوں، باہر کی نسبت اندر کے حالات خاصے بہتر تھے، ہلکی ہلکی سی گرد ہر چیز پر چپکی ہوئی تھی۔ اسی لاؤنج میں دو بیڈ رومز اور کچن کے دروازے کھلتے تھے جو خوش قسمتی سے لاک نہیں کیے گئے تھے، بیڈ رومز کی حالت بھی خاصی بہتر تھی۔ رومیصہ تو بڑے آرام سے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی، ساری رات فرش پر بیٹھنے سے اسکی کمر تختہ بن چکی تھی اور اس وقت اسے بس دو ہی چیزوں کی طلب تھی ایک کھانے اور دوسری بھرپور نیند کی۔

"کیا ضرورت ہے کسی کی چیزوں کی تلاشی لینے کی۔۔۔"وہ ڈریسنگ اور سائیڈ میز کی درازوں کو کھنگال رہا تھا اور اسکی یہ حرکت رومیصہ کو ناگوار گزری۔

"احمق لڑکی، سیل فون کا چارجر ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔"

"یہ تم کیا بات بات پر مجھے احمق اور بے وقوف کہہ رہے ہو۔۔۔۔"وہ ایک دم چڑ گئی۔

"آہستہ بولو۔۔۔ آواز باہر تک جائے گی۔۔۔"وہ جھنجھلا اٹھا۔

"جاتی رہے، میں کون سا کسی سے ڈرتی ہوں۔۔۔"وہ منہ بنا کر بولی تو وہ تپ کر اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔"تم ایک انتہائی احسان فراموش لڑکی ہو، تمہیں ذرا بھی احساس نہیں میرا، کتنی مشکل سے نکال کر لایا ہوں تمہیں۔"

"کیوں احساس کروں، کیا رشتہ ہے تمہارا میرے ساتھ۔۔۔"اس نے بھی فوراً ہی آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔

"شوہر ہوں تمہارا، نکاح ہو چکا ہے ہم دونوں کا۔۔۔"وہ طنزیہ لہجے میں اسے یاد دلانے لگا۔

"وہ نکاح جو زبردستی کیا تھا تم نے۔۔"رومیصہ نے برا سا منہ بنا کر اسکی طرف دیکھا۔

"تمہارے ہی اکسانے پر کیا تھا، ورنہ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں تھا تم میں۔۔۔"اس نے نظریں چرا کر دوبارہ سے چارجر کی تلاش شروع کر دی۔

"جھوٹ اچھا بول لیتے ہو۔۔"وہ اب بیڈ کی چادر جھاڑ رہی تھی۔ اس نے پلٹ کر رومیصہ کا چہرہ دیکھا، اس کے ملیح چہرے پر یہ مسکراہٹ اس نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

http://paksociety.com

عہدِ وفا

ایمان پریشے کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا مُنفرد ناول، مُحبت کی داستان جو معاشرے کے رواجوں تلے دب گئی، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

بُجھ نہ جائے دِل دیا

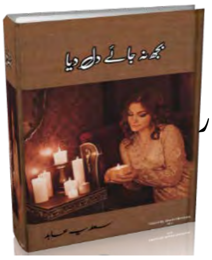

سعدیہ عابد کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا شاہکار ناول، مُحبت، نفرت، عداوت کی داستان، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

قفس کے پنچھی

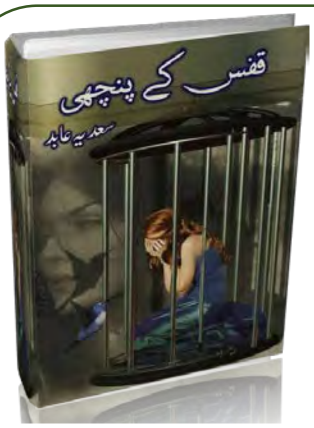

سعدیہ عابد کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا شاہکار ناول، علم و عرفان پبلشرز لاہور کے تعاون سے جلد، **کتابی شکل** میں جلوہ افروز ہو رہا ہے۔

آن لائن پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

جہنم کے سوداگر

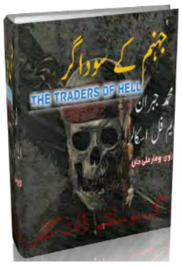

مُحمد جبران (ایم فِل) کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا ایکشن ناول، پاکستان کی پہچان، دُنیا کی نمبر 1 ایجنسی آئی ایس آئی کے اسپیشل کمانڈو کی داستان، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

شہیدِ وفا

مُسکان احزم کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا ناول، پاک فوج سے مُحبت کی داستان، دہشت گردوں کی بُزدلانہ کاروائیاں، آرمی کے شب و روز کی داستان

پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

آپ بھی لکھیے:

کیا آپ رائٹر ہیں؟؟؟۔ آپ اپنی تحاریر پاک سوسائٹی ویب سائٹ پر پبلش کروانا چاہتے ہیں؟؟؟

اگر آپکی تحریر ہمارے معیار پر پُورا اُتری تو ہم اُسکو عوام تک پہنچائیں گے۔ **مزید تفصیل کے لئے یہاں کلک کریں۔**

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام، پاکستان کی سب سے زیادہ وزٹ کی جانے والی کتابوں کی ویب سائٹ، پاکستان کی ٹاپ 800 ویب سائٹس میں شمار ہوتی ہے۔

http://paksociety.com

"ہم لوگ کب تک رہیں گے یہاں، اگر کوئی آ گیا تو۔۔۔؟" رومیصہ کو اگلی پریشانی نے گھیر لیا۔

"بے فکر رہو، اس گھر کے مکین ایک ماہ کے لیے دوبئی گئے ہیں، یہ ای ٹکٹس کی فوٹو کاپیز ملی ہیں مجھے، جس پر ان کے آنے اور جانے کی ڈیٹس لکھی ہیں۔" اس نے کمپیوٹرائزڈ ٹکٹس کی فوٹو اسٹیٹ اس کے سامنے لہرائی، جو اسے سائیڈ میز سے ملی تھیں۔

"تو کیا ہم ایک مہینہ یہیں رہیں گے۔۔۔؟" اس کے طنزیہ انداز پر وہ مڑا۔ "تمہیں اگر اعتراض نہیں تو رہ لیتے ہیں۔ رومیصہ نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، اور وہ ساتھ والے کمرے میں چلا گیا، وہاں سے اسے چارجر کی بجائے پاور بینک مل گیا تھا جس کے ساتھ آئی فون کی ڈیٹا کیبل لگی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً اپنا سیل فون اسکے ساتھ لگایا اور خود جا کر لاؤنج میں رکھے صوفے پر لیٹ گیا۔ بخار کی شدت بڑھتی جا رہی تھی، دوسری طرف رومیصہ بھی بیڈ کی چادر جھاڑ کر لیٹ گئی، رات بھر کی تھکن کی وجہ سے نیند نے منٹوں میں ہی اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

☆☆☆☆☆☆

شہرزاد نے دو دن بعد اپنے آفس میں قدم رکھا تو للی کے سفید پھولوں کا گلدستہ اسکی میز پر رکھا ہوا تھا۔ وہ اس پر لگے کارڈ کو پڑھے بغیر بتا سکتی تھی کہ یہ ہم زاد کا ہی کارنامہ تھا۔ اس نے ملازم کو اپنی فائلیں میز پر رکھنے کا اشارہ کیا۔ وہ جیسے ہی اپنی کرسی پر بیٹھی، اس کے سیل فون کی مترنم گھنٹی گونج اٹھی، اسکرین پر ہم زاد کا نمبر بلنک کر رہا تھا، اس نے ملازم کو جانے کا اشارہ کیا اور سیل فون پر آنے والی کال ریسیو کی۔

"ویلکم بیک، مجھے یقین تھا، تم اڑتالیس گھنٹوں سے زیادہ اپنے کام سے دُور نہیں رہ سکتیں۔۔۔" اسکا خوشگوار لہجہ شہرزاد کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

"میں ہوش میں آنے کے بعد سے ہی اپنا کام کر رہی ہوں۔۔۔۔" اس نے فوراً تصیح کی۔

"لیکن لوگوں کو ڈیل کرنا تمہیں اب بھی نہیں آیا۔۔۔" اسکا انداز سر سرا سر دل جلانے والا تھا۔

"مطلب۔۔۔۔؟"

"وقار درانی بے وقوف بنا رہا ہے تمہیں، اس کے پاس ایسے کوئی ثبوت نہیں ہیں جو جسٹس محمود کو سمجھوتہ کرنے پر مجبور کر دیں۔"

"تم نے کیا میرے گھر میں کیمرے فٹ کر رکھے ہیں۔۔۔" وہ اسکی بات پر ہلکا سا چڑی۔

"تمہارے معاملے میں سمجھو میرا دل ہی سی سی ٹی وی کیمرہ ہے۔۔۔" اس نے بات کو شرارت میں اڑایا۔

"لیکن میں اتنی بھی بے وقوف نہیں ہوں جو وقار درانی کے ہاتھوں استعمال ہو جاؤں۔۔۔۔" شہرزاد نے دانستہ بات کا رخ بدلا۔

"جس دن کنزہ وقار کا نام اس کیس سے نکل گیا، سمجھو تم نے خود رومیصہ کے گلے میں پھندہ ڈال دیا۔" وہ اسے خدشات میں مبتلا کر گیا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم دنیا کے واحد انسان ہو جو مجھے اتنا ایزی لیتے ہو، میں نے بھی اتنے سال بیرسٹری پڑھی ہے، جھک نہیں ماری۔" اسکا تلملانا ہم زاد کو خوشگواریت میں مبتلا کر گیا تبھی تو اس دفعہ اس نے کھل کر قہقہہ لگایا تھا۔

"ویسے تو بڑے جاسوس بنے پھرتے ہو، لیکن میری بہن کا تو پتا نہیں کروا سکے۔۔" شہر زاد نے اسے طعنہ دیا۔

"بے فکر رہو، ایک دو دن میں پہنچ جائے گی گھر۔۔۔۔" ہم زاد کی بات پر شہر زاد کا دل بُری طرح سے دھڑکا لیکن اس نے دانستہ بے تابی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

"یہ بات تو میں بہت دنوں سے سن رہی ہوں۔۔۔" شہر زاد نے اس پر کھلم کھلا طنز کیا۔

"تم اس بات کو چھوڑو، بہتر ہو گا، ٹمبر مافیا کیس، میڈم قریشی کو خود ہینڈل کرنے دو۔۔" اس نے اس بار سنجیدگی سے مشورہ دیا۔

"کیوں، تمہیں کیا لگتا ہے میں ہار جاؤں گی۔۔۔" وہ منہ بنا کر گویا ہوئی۔۔۔

"مجھے معلوم ہے تم یہ کیس جیت جاؤ گی شہر زاد لیکن۔۔۔" وہ اس بات ٹھہر ٹھہر کر بڑی متانت سے بولا۔

"لیکن کیا۔۔۔۔؟؟؟" وہ الجھ گئی۔

"یہ جیت تمہارے حلق کا وہ نوالہ بن جائے گی جسے نہ تم نگل پاؤ گی اور نہ اگل۔۔۔" وہ ذو معنی لہجے میں گویا ہوا۔

"میرا ہاضمہ اتنا کمزور نہیں ہے، اس بات کا اندازہ بہت جلد ہو جائے گا تمہیں۔۔۔" شہر زاد کا طنزیہ انداز اسے اچھا لگا۔

"لیکن وہ لوگ تمہیں اتنی آسانی سے ہضم کرنے نہیں دیں گے۔۔۔" وہ مسکرایا۔

"ڈرا رہے ہو یا سمجھا رہے ہو۔۔۔؟" وہ بیزاری سے گویا ہوئی۔

"صرف بتا رہا ہوں، کیونکہ میر خاقان آجکل کسی نئے مہرے کی تلاش میں ہے۔۔۔" اسکے لہجے میں سنجیدگی در آئی۔

"مہرہ کوئی بھی ہو، شطرنج ہو یا زندگی کا میدان، وہی جیتتا ہے جو میدان میں اپنے اعصاب پر قابو رکھے اور وقت پر بہترین چال چلے۔۔۔" وہ مسکرائی۔

"وہ تو ٹھیک ہے، لیکن بعض دفعہ لوگ بہت خوبصورتی سے آپ کے پیروں کے نیچے سے زمین نکال لیتے ہیں اور آپکو پتا تک نہیں چلتا۔۔۔" ہم زاد نے پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی جو بے سود رہی۔

"دشمن کی ہوشیاری اسی وقت کامیاب ہوتی ہے جب آپ کے پیروں کے نیچے زمین اپنی نہ ہو۔۔۔۔" وہ بھی پر اعتماد تھی۔

"اوکے، بیسٹ آف لک۔۔۔۔۔" اس نے مسکرا کر فون بند کر دیا۔ شہر زاد نے فوراً ٹمبر مافیا کیس کی فائل منگوائی، اسے نیکسٹ پیشی پر میر حاکم کی فیملی پر ایک ایسا جاندار وار کرنا تھا جو ان کی کمر توڑ دیتا، اور اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس کیس پر اپنی ساری صلاحتیں وقف کر دیتی اور ایسا کرنے سے اسے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

شام چھ بجے کے قریب رومیصہ کی آنکھ کھلی تو ساتھ ہی بے تحاشا بھوک کا احساس بھی بیدار ہو گیا۔ اس نے سامنے دیوار پر لگے وال کلاک پر نظر ڈالی، کمرے میں ہلکا ہلکا سا اندھیرا تھا، باہر شاید سورج غروب ہونے کی تیاریوں میں تھا۔ وہ ایک لمبی جمائی لے کر اٹھی اور سیکنڈوں میں اسے احساس ہوا کہ وہ فارم ہاؤس میں نہیں ہے اور ساتھ ہی اسے گذرے دن کے سارے واقعات یاد آ گئے۔

"کہیں مجھے چھوڑ کر بھاگ تو نہیں گیا وہ۔۔۔" اس سوچ نے اسکا دماغ مکمل بیدار کر دیا، وہ گھبرا کر اٹھی اور عجلت بھرے انداز میں باہر نکلی۔ وہ سامنے صوفے پر الٹا سیدھا لیٹا ہوا تھا اور اسکا ایک بازو زمین پر جھول رہا تھا۔ اسے دیکھ کر رومیصہ کو تھوڑا سکون ملا، ورنہ تو وہ ایک لمحے کو ڈر سی گئی تھی۔ پورا گھر تیرگی میں ڈوبا ہوا تھا، کھلی کھڑکی سے بس ہلکی سی روشنی آ رہی تھی۔

"مجھے اٹھانا چاہیے اسے، تاکہ یہاں سے نکلیں، کہیں کسی مصیبت میں ہی نہ پھنس جائیں۔۔" اس سوچ نے اسے پریشان کیا۔ وہ فوراً چلتی ہوئی اس کے قریب آئی رومیصہ کو اسکے لیٹنے کے انداز میں تھوڑے سے غیر معمولی پن کا احساس ہوا،، اس نے ہلکا سا جھک کر اسے دیکھا، اس کا سارا وجود تیز بخار میں جل رہا تھا اور نتھنوں میں سے گذرتی ہوئی سانس کھولتی ہوئی بھاپ کی طرح تھی۔

"تم ٹھیک تو ہوناں۔۔۔؟" رومیصہ نے ہلکا سا اسے جھنجھوڑا، بخار کی دی ہوئی نقاہت نے اس سے ہلنے جلنے کی سکت بھی چھین لی تھی۔ رومیصہ کے ہاتھ پیر پھول گئے، وہ بھاگ کر کچن کی طرف گئی، فریج بالکل خالی تھا اور بند تھا اس نے سنک میں لگی ٹیب کھولی، پانی خاصا ٹھنڈا تھا، وہ ایک جگ بھر کر لے آئی اور دائیں بائیں کپڑے کی تلاش میں نظریں دوڑائیں لیکن کچھ نظر نہ آیا تو جلدی سے ایک تکیے کا غلاف اتار لیا۔

"بات سنو، بول کیوں نہیں رہے ہو تم۔۔۔" رومیصہ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس کا سارا جسم بخار کی حدت سے جھلس رہا تھا، وہ جلدی جلدی اسکے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے لگی۔

"مجھے پیاس لگی ہے۔۔۔" اس کی نقاہت زدہ آواز ملگجے اندھیرے میں رومیصہ کو خوف میں مبتلا کر گئی۔ وہ دوبارہ سے ایک گلاس پانی کا بھر کر لے آئی اور اسے سہارا دے کر پلانے لگی، وہ شاید بہت دیر سے پیاسا تھا تبھی ایک ہی سانس میں پی گیا، ایک گلاس پانی پی کر وہ اتنا زیادہ ہانپ رہا تھا کہ رومیصہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے، آدھے گھنٹے بعد اس کے بخار کی شدت میں کچھ کمی واقع ہو گئی تھی لیکن تب تک رومیصہ کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھنے لگیں۔ وہ ایک دفعہ پھر کچن میں گئی اور مختلف کیبنٹ کھول کر دیکھنے لگی۔ ایک ایئر ٹائیٹ جار میں اسے بسکٹ اور دو نمکو کے پیکٹ مل گئے تھے، ایک کیبنٹ میں خشک دودھ اور ٹی پیک بھی رکھے تھے لیکن چینی کا جار خالی تھا۔ اس نے ماچس کی تلاش میں نظریں دوڑائیں، لیکن وہ نہیں تھی، ایک دراز میں سے اسے لائٹر مل گئی، جس کی مدد سے اس نے چولہا جلانے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ چولہے میں گیس نہیں آ رہی۔ اس نے گیس کے مین کنکشن کی تلاش میں اوپر نظریں دوڑائیں،، تھوڑی سی محنت کے بعد اسے گیس کے پائپ کے ساتھ لگا ہینڈل نظر آیا، جسے گھر کے مکین شاید احتیاطی تدابیر کے تحت بند کر گئے تھے۔ اس نے ہینڈل نیچے کیا تو چولہے میں گیس آنے لگی، اس نے فوراً چولہا جلا کر ایک ساس پین میں پانی ڈال کر

http://paksociety.com

رکھا، اور برتنوں کے ریک سے دو کپ نکالے، جلدی جلدی بغیر چینی کے چائے بنا کر باہر آئی تو وہ آنکھیں کھولے بے بس انداز میں چھت کو گھور رہا تھا۔ اس کا چہرہ بخار کی شدت سے سرخ اور آنکھیں جل رہیں تھیں، رومیصہ کو اس سے بے پناہ ہمدردی محسوس ہوئی وہ اس وقت مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر تھا۔ رومیصہ نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر اٹھایا اور پشت پر کافی سارے کشن اٹھا کر رکھے، وہ مشکور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا، اس نے پاس بیٹھ کر بسکٹ چائے کے کپ میں بھگو کر اسے کھلانے شروع کیے، وہ اتنی سی مشقت ہی میں نڈھال ہو گیا۔

"بات سنو۔۔۔" وہ آہستگی سے مخاطب ہوا۔

"ہاں کہو۔۔۔" رومیصہ نے فوراً جھک کر اسکی سرخ آنکھوں کی طرف دیکھا اور بے اختیار نظریں چرا لیں۔۔

"پردے آگے کر کے لائیٹ جلاؤ اور بیڈ روم کی سائیڈ ٹیبل پر پیناڈول کا ایک پتا دیکھا تھا میں نے، وہ پلیز لا دو۔۔۔" وہ بمشکل بول رہا تھا۔ رومیصہ نے اٹھ کر پردے برابر کر کے زیرو واٹ کا بلب روشن کیا اور خود اندر جا کر بیڈ کی سائیڈ میز کی درازیں ٹٹولنے لگی، تھوڑی سی جدوجہد کے بعد اسے وہ ٹیبلٹس مل گئیں تھیں، جسے اس نے پانی کے ساتھ نگل لیا۔

"میرا خیال ہے تم اندر بیڈ پر جا کر لیٹ جاؤ۔۔۔" رومیصہ کو اس سے ہمدردی محسوس ہوئی۔ اس نے خود سے اٹھنے کی کوشش کی ،لیکن کامیاب نہ ہو سکا، رومیصہ نے فوراً آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔ وہ بُری طرح سے ہانپ رہا تھا اور اسے سیدھا کھڑا ہونے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ رومیصہ اسے پکڑ کر بمشکل روم تک لائی اور وہ فوراً بیڈ پر لیٹ گیا۔

"اوہ میرے خدا۔۔۔۔۔!!!" وہ اپنی ہتھیلی کا ملکہ سا بنا کر ماتھے پر رگڑ رہا تھا، شاید درد کی شدت بڑھ رہی تھی۔

"میں دبا دوں۔۔۔" رومیصہ کو اسکی بیچارگی پر ترس آیا، وہ ہلکا سا جھجک کر اسکا سر دبانے لگی۔ میڈیسن لینے سے اسے کافی فرق پڑ گیا تھا ، تبھی ایک گھنٹے بعد وہ تکیے کو بھینچے غافل سو رہا تھا، وہ دبے قدموں اٹھ کر کچن میں چلی آئی اور دوبارہ چائے بنا کر وہ لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئی، اسکا دل بے شمار اندیشوں کی آماہ جگا بنا ہوا تھا۔ نمکو اور بسکٹ کھانے سے اسے تھوڑی توانائی کا احساس ہوا تو وہ دوبارہ بیڈ روم میں چلی آئی، سامنے دیوار پر ایک ینگ کپل کی شادی کی تصویریں لگی ہوئیں تھیں۔ اس نے پہلی بار اس سارے گھر کو غور سے دیکھا، تو احساس ہوا کہ یہ کسی نئے نویلے شادی شدہ جوڑے کا گھر تھا، نیا فرنیچر، کراکری اور دیواروں پر لگی تصویریں اس بات کی گواہ تھیں۔ وہ چلتے چلتے ڈریسنگ کے شیشے کے سامنے آن کھڑی ہوئی اور اپنا ملگجا سا عکس شیشے میں دیکھ کر اسے دھچکا لگا، اتنے دن پرانی جینز کے ساتھ پہنی ہوئی میلی شرٹ کو دیکھ کر اسے اپنے آپ سے گھن آئی۔ اس نے دیوار گیر واڈروب کھولی تو اس میں کئی کام والے لیڈیز سوٹ لٹک رہے تھے اس نے نسبتاً ایک سادہ کاٹن کا سوٹ نکالا، اس کے ناپ سے تھوڑا کھلا تھا لیکن وہ اسے اٹھا کر واش روم میں گھس گئی، ایک گھنٹہ شاور لے کر وہ باہر نکلی تو وہ ابھی بھی سو رہا تھا لیکن رومیصہ کو اپنا آپ بڑا ہلکا پھلکا محسوس ہوا۔ اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے، وہ سونے کی تلاش میں دائیں بائیں نظریں دوڑانے لگی۔ جیسے ہی وہ لاؤنج کے صوفے کی طرف بڑھی اسکی نظر دیوار پر

http://paksociety.com

رینگتی چھپکلی پر پڑ گئی، اسکا دل دھک کر کے رہ گیا، اسے چھپکلیوں سے بچپن ہی سے بے تحاشا خوف آتا تھا۔ وہ الٹے قدموں واپس لوٹ آئی، دوسرے کمرے میں بھی جانے کا حوصلہ نہیں تھا اس لیے خاموشی سے تھوڑا فاصلہ رکھ کر اسکے برابر میں لیٹ گئی، شاور لینے کے بعد اسے خاصی سکون کی نیند آرہی تھی۔ رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا، جب اسکی آنکھ کھلی، وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی، وہ جاگ چکا تھا اور اسکی آنکھوں میں نہ جانے کون سا تاثر تھا، وہ نظریں جھکانے پر مجبور ہو گئی۔

"تھینک یو رومیصہ۔۔۔" اس کی حالت خاصی سنبھل چکی تھی۔

"ٹمپریچر اتر گیا۔۔۔"

"ہاں اور تمہارا بہت شکریہ، تم نے بہت خیال رکھا میرا۔۔۔" وہ کھلے دل سے اسے سراہ رہا تھا۔ رومی نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے لیٹی رہی۔ وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا۔ کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا، لاؤنج میں چلنے والے زیرو واٹ بلب کی نیم مردہ سی روشنی اس کمرے میں بھی آرہی تھی۔

"ایک بات بتاؤ گی سچ سچ۔۔۔" اس کے لہجے میں کچھ تھا، رومیصہ نے بے ارادہ مڑ کر اسکی طرف دیکھا، اسکی آنکھوں میں بڑا نرم سا تاثر تھا۔ دونوں کی نیند پوری ہو چکی تھی اس لیے وہ کافی بہتر محسوس کر رہے تھے۔

"مجھے نہیں معلوم روحیل اور تمہارے درمیان کیا تھا، اور تم نے کیوں مارا اسے۔۔" وہ رسانیت سے گویا ہوا لیکن رومیصہ نے فوراً ہی اسکی بات کاٹ ڈالی۔

"میں نے اسے نہیں مارا، اور نہ ہی میری فرینڈ کنزہ کا ایسا کوئی ارادہ تھا۔۔"

"تو پھر کیا ہوا تھا اس رات۔۔۔۔؟" اس کا انداز خاصا دوستانہ تھا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔؟" وہ ہلکا سا چونکی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم جیسی لڑکی کسی کو اتنی بے رحمی سے اپنی گاڑی سے ہٹ کر سکتی ہے۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"میرے اندر تو اس رات اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ گاڑی بھی ڈرائیو کر سکتی، کیونکہ تھوڑی دیر پہلے کلب میں میرا روحیل کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا، وہ مجھ سے خوامخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہا تھا، اور میں نے غصّے میں اسے تھپڑ مار دیا۔۔۔"

رومیصہ پہلی دفعہ اس سے بے تکلفانہ انداز میں بات کر رہی تھی یہ شاید رات کی تنہائی کا اثر تھا یا پھر ان حالات کا، جو ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آئے تھے، دور کہیں تقدیر اپنے اس فیصلے پر دوبارہ مسکرائی تھی۔

"تم کیسے جانتی تھیں روحیل کو۔۔۔؟"

"میں اسے نہیں جانتی تھی، وہ شاید کنزہ کا سکول فیلو رہا تھا۔۔۔" رومیصہ کے لہجے کی سچائی گواہ تھی کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہی۔

"تم روحیل کے فرینڈ ہو کیا۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔"اس کی بات پر رومیصہ کو دھچکا لگا۔"پھر۔۔۔؟؟؟"وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"وہ میرے بیسٹ فرینڈ کا بہت اچھا دوست تھا،اور اسکی موت نے ہم سب کو بُری طرح سے ڈسٹرب کیا،اور پھر مجھے پتا چلا تمہارے اور تمہاری مدر کے بارے میں۔۔۔۔"وہ ہلکا سا جھجک کر رکا۔

"کیا۔۔۔؟"رومیصہ نے بے تابی سے اسکی شکل دیکھی،وہ اس سے نظریں چرا رہا تھا۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔"وہ کسی کمزور لمحے کی زد میں تھا اس لیے اسکا دل دکھانا نہیں چاہتا تھا۔

"یہی کہا ہو گا کہ میری مدر ایک کرپٹ خاتون ہیں اور ان کے آئے دن اسکینڈلز سامنے آتے رہتے ہیں۔"وہ تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔

"تو کیا یہ غلط ہے۔۔۔۔؟"

"نہیں،ٹھیک کہتے ہیں وہ،اور یہ میری زندگی کی ایسی تلخ حقیقت ہے جسے میں چاہ کر بھی نہیں جھٹلا سکتی۔"رومیصہ کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔اسے شاید اس بات کی توقع نہیں تھی،وہ بھی ایک لمحے کو گنگ ہو گیا،کمرے میں ایک دل دکھانے والی خاموشی نے بسیرا کر لیا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔"اس نے بیڈ پر رکھے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو رومیصہ کو یہ خاموش دلاسا اچھا لگا۔

"یہ میری زندگی کا ایک ایسا تلخ حوالہ ہے جس سے میں کبھی بھی اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتی،یہ ایک آسیب کی طرح میرا پیچھا کرتا ہے،اسی ایک بات کے پیچھے میں نے اپنی ساری زندگی تباہ کر لی۔پتا نہیں اللہ نے کیوں یہ ساری چیزیں میری قسمت میں لکھ رکھی ہیں۔"وہ کسی معصوم بچے کی طرح بلک بلک کر رونے لگی۔اسکا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔

"تم مجھ سے وہ سب شئیر کر سکتی ہو رومیصہ۔۔۔"اس نے بلا ارادہ اسے ہلکا سا اپنے ساتھ لگایا۔رومیصہ بھی کسی کمزور لمحے کی دسترس میں آ چکی تھی،وہ بھیگے لہجے میں آہستہ آہستہ اپنی ساری محرومیاں،خوف اور اندیشے اسے بتانے لگی اور وہ سر جھکائے خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔جیسے یہ اس کی زندگی کا سب سے اہم کام ہو۔

☆☆☆☆☆☆

شہرزاد شل ہوتے وجود کے ساتھ گھر پہنچی تو ایک نیا ہنگامہ اس کا منتظر تھا۔ہارون رضا انتہائی مشتعل انداز میں ٹینا بیگم پر برس رہے تھے اور وہ حسب معمول ان کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھ رہی تھیں۔شہرزاد انتہائی کوفت بھرے انداز میں لاؤنج کے دروازے میں ہی رک گئی۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے آخر سیف الرحمن سے۔۔؟"ٹینا بیگم نے گویا ان کی طرف انگارے اچھالے۔

"بے وقوف عورت،میں تمہاری طرح بے غیرت نہیں ہوں،لوگ اس اخبار کے تراشے مجھے واٹس ایپ کر رہے ہیں۔"انہوں نے اخبارات کا ایک پلندہ اٹھا کر ٹینا بیگم کے سامنے پھینکا۔۔۔

http://paksociety.com

"اخبارات کو تو عادت ہے ہر چیز کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی۔۔" وہ بھی بلند آواز میں چیخیں۔

"ہاں تم اپنی گھٹیا حرکتیں مت چھوڑنا، دیکھو ذرا تمہارا عاشق کیسے گلے لگا کر تمہیں تسلیاں دے رہا ہے۔ میڈیا کے سامنے ایسی واہیات کام کرو گی تو وہ تو مرچ مصالحہ لگا کر ہی لگائیں گے ناں۔۔" ہارون کی تلخ باتوں نے ٹینا بیگم کے دل و جان کو سلگا کر رکھ دیا۔

"یہ کیا تماشا ہو رہا ہے۔۔۔" شہزاد کی برداشت بھی ختم ہوئی۔

"اپنی ماں کو سمجھاتی کیوں نہیں ہو، یہ کیوں نہیں ایک مرد پر اکتفا کرتی۔۔" وہ شہزاد کے سامنے بھی اپنے بر ہمی نہیں چھپا پائے۔

"اور وہ جو تم اس اسٹیج ایکٹریس نیناں کے پیچھے دم ہلاتے پھر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں اندھی ہوں مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔" وہ بگڑ کو بولیں اور اس حملے پر ہارون تھوڑا پسپا ہوئے۔

"آپ کو مام کے ساتھ اتنے زیادہ پرابلم ہیں تو ڈائیورس دے دیں انہیں ابھی اور اسی وقت۔۔۔" شہزاد کی بات پر انہیں کرنٹ لگا۔

"ڈائیورس تو مر کر بھی نہیں دوں گا۔۔۔" وہ متنفر انداز میں گویا ہوئے۔

"پتا ہے ناں ڈائیورس کی صورت میں بھاری بھر کم حق مہر دینا پڑے گا۔۔۔" وہ سلگ کر بولیں۔

"حق مہر لینا یا چھوڑنا کسی ایک بندے کو تو پڑے گا، آپ دونوں ایک گھنٹے میں یہ فیصلہ کر لیں، ورنہ صبح میں کورٹ میں یہ کیس فائل کر دوں گی۔" شہزاد کے ہموار لہجے پر دونوں ایک ساتھ ہی ٹھنڈے ہوئے، وہ اپنی بات مکمل کر کے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"اتنی آسانی سے تو میں بھی نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔۔۔" وہ انگلی اٹھا کر دھمکی دینے کے انداز میں گویا ہوئے۔

"جس دن طلاق لینا ہو گی تو گردن پر انگوٹھا رکھ کر بھی لینی پڑی تو لے لوں گی۔۔" آگے بھی ٹینا بیگم ہی تھیں کسی بھی دھمکی کو خاطر میں نہ لانے والی۔

"تو میرا خیال ہے اب انگوٹھا رکھ ہی لو تو بہتر ہے۔۔۔" وہ ہلکا سا چڑ کر بولے۔

"پہلے گردن تو مضبوط کر لو اپنی، پھر منہ کھول کر اتنے لمبے دعوے کرنا۔۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں کہتی ہوئیں سیل فون پر آنے والی سیف الرحمن کی کال کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ہاں سیفی کہاں ہو تم، میں بس پندرہ منٹ میں تیار ہو کر پہنچ رہی ہوں کلب۔۔۔" ان کا انداز سراسر چڑانے والا تھا، ہارون ایک دم ہتھے سے اکھڑ گئے انہوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر ٹینا بیگم کے ہاتھوں سے سیل فون چھینا، وہ جو اس حملے کے لیے تیار نہیں تھیں۔ ہلکا سا لڑکھڑائیں۔

"چٹاخ۔۔۔۔" انہوں نے الٹا ہاتھ گھما کر ٹینا بیگم کے حواس معطل کیے۔

"تم جیسی گھٹیا عورت پر میں سو دفعہ لعنت بھیجتا ہوں، تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

سیل فون کے دوسری جانب موجود سیف الرحمن سمیت گھر کے سبھی ملازمین نے یہ الفاظ بقائمی ہوش وحواس سنے تھے۔ گیسٹ روم سے نکلتی شہزاد کی سماعتوں تک بھی یہ الفاظ پہنچے اور اس نے اپنے اندر طمانیت کا گہرا احساس اترتا ہوا محسوس کیا۔۔ہارون رضا نے انتہائی مشتعل انداز سے ٹینا کا سیل فون سامنے دیوار پر مارا، اور وہاں لگی بیش قیمت پینٹنگ زمین پر آن گری۔ اس طرح ٹینا بیگم کی تیسری شادی کا انجام بھی خاصے بدصورت انداز میں ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

میر ہاؤس پر لگتا تھا کسی آسیب کا سایہ ہو گیا تھا۔۔۔گھر کے در و بام پر عجیب سی بے چینی اور وحشت نے بسیرا کر رکھا تھا۔۔اس رات شارقہ بیگم کی طبیعت کچھ خراب تھی کیونکہ وہ انابیہ اور برہان والی بات کو دل پر لگا بیٹھی تھیں، انہوں نے خاقان صاحب کے کانوں سے بھی یہ بات گذار دی تھی جسے سننے کے بعد وہ ایک لمحے کو چپ کر گئے لیکن جلد ہی انہوں نے خود کو سنبھال لیا۔

''وہ جتنا بھی باہر منہ مارے، خاندانی بیوی کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔''خاقان علی نے انہیں مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کی۔

''میں نہیں چاہتی، میری بیٹی بھی اسی اذیت سے گذرے جو میں نے سہی ہے۔۔۔''

''تمہیں تو ناشکری کی عادت پڑ گئی ہے، اچھا کھاتی ہو، پیتی ہو، اتنے بڑے گھر میں مہارانیوں کی طرح رہتی ہو، ایک عورت کو اور کیا چاہیے ہوتا ہے۔''انہوں نے تلخ لہجے میں اپنی بیوی کی طبیعت صاف کی۔

''زندگی صرف روٹی، کپڑا اور مکان کے سہارے نہیں گذرتی خاقان صاحب، ذہنی سکون بھی کسی چڑیا کا نام ہے۔''وہ بھی آج پھٹ پڑیں۔

''جب ان بنیادی چیزوں کے لیے ترسنا پڑے تو ساری ذہنی تسکین دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔۔۔''وہ تپ کر کھڑے ہوئے۔

''میرا دماغ مزید خراب مت کرو، خوامخواہ فضول سی بات پر بحث کیے جا رہی ہو۔''وہ انہیں کھری کھری سنا کر کمرے سے نکل گئے۔

دونوں بہنیں اس وقت سے ماں کی پٹی سے لگی بیٹھی تھیں۔ وہ رات ان تینوں کے اعصاب پر خاصی بھاری گذر رہی تھی، شارقہ بیگم خاموشی سے چھت سے لگے پنکھے کو گھور رہیں تھیں جیسے اس سے زیادہ اہم کام کوئی نہ ہو۔۔رات کے سناٹے میں ایک دم باہر چھن چھن کی آواز گونجی۔ وہ دونوں خاموش و ساکت بیٹھے بیٹھے ایک دم چونک گئیں۔۔۔۔

''یہ تو صندل کی پازیب کی آواز ہے۔۔۔۔''انابیہ بے چین ہوئی۔

''میں دیکھتی ہوں۔۔''طوبیٰ ذرا مضبوط اعصاب کی حامل لڑکی تھی جبکہ شارقہ بیگم کے ساکت وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔

اس نے فوراً ہی باہر جھانک کر دیکھا، رات کے اس پہر کوریڈور سنسنان تھا، وہ دبے قدموں باہر نکل آئی، اچانک اس نے سیڑھیوں کی طرف کسی چیز کو بھاگتے دیکھا اور وہ فوراً اس کے پیچھے لپکی۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا دل دھک کر کے رہ گیا، شاہ میر کے ہاتھوں میں درشہوار کی پالتو بلی ''پریتی'' تھی، اس کے پیروں میں چھوٹے چھوٹے سے گھنگرو تھے، جس سے آنے والی چھن چھن کی آوازوں

نے بہت دنوں سے اسکا سکون برباد کر رکھا تھا۔ درشہوار نے سرونٹ کوارٹر کے برآمدے میں اپنی بلی کے رہنے کے لیے لکڑی کا بڑا سارا گھر بنوایا ہوا تھا، اور وہ شاید رات کو کوئی دروازہ کھلا دیکھ کر میر ہاؤس کے اندرونی پورشن کی طرف گھس آتی تھی۔

"کیا آج پھر ڈر گئیں تم۔۔۔؟؟؟" شاہ میر پریتی کو اٹھا کر عین اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"یہ گھنگرو کس نے باندھے ہیں اس کے پیروں میں۔۔۔؟" وہ ترشی سے گویا ہوئی۔

"خدا کی قسم میں نے نہیں باندھے، میں تو ڈاریکٹ پٹاڈالنے کے حق میں ہوں۔۔۔" ایک دل جلانے والی مسکراہٹ شاہ میر کے ہونٹوں پر رقصاں تھی۔

"شٹ اپ۔۔۔" وہ جارحانہ انداز میں مڑی۔ شاہ میر نے ایکدم ہی پریتی کو اس کے پاؤں کے پاس زمین پر چھوڑ دیا اور اس نے بھاگ کر طوبی کے پیروں کو چھوا۔ وہ اچھل کر پیچھے دیوار سے جا لگی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔" وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

"اب کیا معصوم جانوروں سے بھی لڑو گی۔۔" وہ عین اسکے سامنے آن کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹ کر اسے بغور دیکھنے لگا۔

"اس گھر میں موجود انسان بھی کون سا درندوں سے کم ہیں۔۔۔" وہ تلخ لہجے میں کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی، لیکن شاہ میر نے جلدی سے اسکا بازو پکڑ کر پیچھے کی طرف گھسیٹا۔ طوبی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"پرابلم کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟"

"بازو چھوڑو میرا۔۔۔۔" وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

"نہیں چھوڑتا، کیا کر لو گی تم۔۔۔" شاہ میر کے ضبط کی طنابیں بھی ڈھیلی پڑیں۔ "کس کا غصّہ مجھ پر نکالتی ہو۔۔۔؟"

"میرے پاس تمہاری فضول باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔۔۔" وہ اسکی بات پر تلخی سے مسکرایا۔ "کتنی سنگ دل ہو تم۔۔۔"

"اسی لیے تو کہتی ہوں، کسی اور دیوار میں جا کر اپنا سر مارو، مجھ سے سوائے تلخیوں کے کچھ نہیں ملے گا تمہیں۔۔" اسکی آواز بھرا گئی۔

"تم سے جو کچھ مل سکتا ہے مجھے، دنیا کی کوئی اور لڑکی نہیں دے سکتی۔" وہ نرمی سے اسکا بازو پکڑ کر لاؤنج کے صوفے پر لے آیا۔

"یہاں بیٹھو اور سچ سچ بتاؤ کیا مسئلہ ہے، ہو سکتا ہے ہم دونوں مل کر اس کا حل نکال لیں۔۔۔" اس کے لب کانپ رہے تھے اور وہ اپنے اشکوں پر قابو پانے کی بھرپور کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔ شاہ میر نے اس کے صبیح چہرے کو غور سے جانچا۔

"ایک دفعہ کھل کر رو لو، یقین مانو، دل بہت ہلکا ہو جائے گا۔۔۔" اسکا لہجہ دنیا جہاں کی نرمی اپنے دامن میں سموئے ہوئے تھا، طوبی جو کہ خود سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی اچانک ہی ضبط کا دامن کھو بیٹھی، وہ شاہ میر کے شانے سے سر ٹکائے رو دی اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے پورشن میں آتیں ہوئیں تاجدار بیگم نے یہ منظر انتہائی ناگواری سے دیکھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں رات کے دو بجے۔۔۔؟" ان کے ماتھے پر پڑے بل ان کے اندرونی جذبات کی بھرپور عکاسی کر رہے تھے۔ طوبی اور شاہ میر دونوں سسپٹا گئے۔ طوبی تو بوکھلا کر جلدی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ تاجدار بیگم کے عین سامنے کھڑا شاہ میر اب بالکل پر سکون تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ٹینا بیگم اور ہارون رضا کی ڈائیورس کی خبر کو میڈیا نے بریکینگ نیوز کی طرح نشر کیا تھا۔۔۔ ہر چینل پر ٹینا بیگم کے خلاف زہر اگلتے ہوئے ہارون رضا کو دیکھنا، کم از کم شہزاد کے اعصاب کے لیے ایک بڑا امتحان تھا۔ تبھی وہ ٹی وی بند کر کے ہوسپٹل چلی آئی اور وہاں اس نے اپنے کندھے پر تازہ بینڈ تیج کروائی۔ ہوسپٹل سے گھر تک کے راستے میں اس نے کئی بار ہمت کی کہ وہ ٹینا بیگم کو کر کے تھوڑی تسلی دے لیکن ہر دفعہ سیل فون اٹھانے کے بعد اسکی ہمت جواب دے دیتی اور تنگ آ کر اس نے اپنا یہ ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس کی گاڑی ٹینا ہاؤس کی طویل روش پر بڑے ہموار انداز میں چلتی ہوئی پورچ میں آن رکی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طلاق کے بعد ٹینا بیگم زیادہ نہ سہی چھوٹے موٹے ڈپریشن کا تو ضرور شکار ہو نگیں لیکن لاؤنج کا دروازہ کھولتے ہی اسے خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔ ٹینا بیگم سامنے رکھے کاؤچ پر بڑے مزے سے کھیرے کا ماسک سجائے لیٹی ہوئیں تھیں اور انکے پارلر کی ایک ورکر بڑی دلجمعی سے ان کا مینی کیور کر رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی ورکر نے سلام کیا تو انہیں بھی اسکی موجودگی کا احساس ہو گیا۔

"شیری، کیا کہا ڈاکٹرز نے، کتنے دن بینڈ تیج ہو گی۔۔۔؟" وہ اس کے لیے فکر مند تھیں لیکن ان کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔

"بس دو چار دن اور۔۔۔" اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

"چلو اچھا ہے، اور یہ بتاؤ، ارتضی نے کچھ مزید بتایا رومی والے معاملے کا۔۔۔"

"آپ ارتضی کو چھوڑیں یہ بتائیں، ٹی وی دیکھا آپ نے۔۔۔۔؟" اس نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔

"ہاں، ہارون رضا کی بکواس چل رہی تھی ہر چینل پر۔۔۔۔"

"آپ سے تو کسی نے رابطہ نہیں کیا۔۔۔؟"

"بہت سارے جرنلسٹس اور اینکرز نے کیا۔۔۔" انہوں نے کھیرے اپنی آنکھوں سے اتار کر اپنی پریشان بیٹی کو دیکھا۔

"تو۔۔۔؟؟؟" وہ فکرمند انداز میں ایک قدم آگے بڑھی۔

"میں نے سوچا یہ خبیث آج اپنی بھڑاس نکال لے، میں کل اس کی بھیانک شکل دنیا والوں کو دیکھاؤں گی، لیکن اس سے پہلے اپنی ڈینٹنگ پینٹنگ بھی تو ضروری تھی ناں، آخر کو لوگ ہمارا چہرہ ہی تو دیکھتے ہیں۔۔۔۔" وہ مسکرا رہی تھیں، ایک دفعہ تو شہزاد کو لگا جیسے ان کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہو۔

"میرا خیال ہے مام اس چیپٹر کو کلوز کر دیں تو بہتر ہو گا۔۔۔" اس نے صاف گوئی سے مشورہ دیا۔

"ایسے تو نہیں، اب ایک دفعہ تو مزا چکھا کر ہی رہوں گی۔۔۔" ٹینا بیگم کے ارادے اسے خطرناک لگے تھے۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ آئی، جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا اسکے سیل فون کی گھنٹی بجی، وہ ہم زاد کی کال اٹینڈ کرتے ہوئے ہلکی سی ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی کیونکہ اسے لگا جیسے وہ بھی اس تازہ ترین سانحے پر بات کرئے گا اور وہ کم از کم اس کے ساتھ اپنی ماں کی پرسنل لائف کو ڈسکس کرنا نہیں چاہتی تھی، لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے کال ریسیو کر لی۔

"مجھے لگا، تمہیں میری ضرورت ہے۔۔۔" اس نے بغیر سلام دعا کے کہا۔ ہم زاد کے اس جملے پر اس نے بمشکل ایک لمبا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔۔

"ضروری نہیں، جو تمہیں لگے وہ ہر دفعہ ٹھیک ہی ہو۔۔"

"تم سے ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں، تمہارے متعلق میں جب بھی کوئی بات کرتا ہوں، پورے وثوق سے کرتا ہوں۔" وہ بلا کا پر اعتماد تھا۔

"کوئی ضرورت بات کرنی ہے تو بتاؤ، میں اس وقت ایک کیس اسٹڈی کر رہی تھی۔۔۔" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"اگر تو میر حاکم فیملی کے ٹمبر مافیا کا کیس ہے تو بہتر ہو گا اس پر اپنا دماغ خرچ مت کرو۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟؟؟" وہ چونکی۔

"وہ کیس صبح شجاع غنی واپس لے لے گا۔۔" ہم زاد کے منہ سے نکلنے والے اس فقرے نے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی۔

"کیوں تم پر کوئی تازہ تازہ وحی اتری ہے۔۔۔" اسکے لہجے میں طنز کی بلا کی کاٹ تھی۔

"نہیں، آج شام تمہارے موکل کے گھر میں میر حاکم علی کے بندوں کی برات اتری ہے۔۔۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوا۔

"کیا۔۔؟؟؟" شہزاد کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی، تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔؟"

"دیکھو شہزاد، ہر انسان کی کوئی نہ کوئی قیمت ہوتی ہے، اور شجاع نے اپنا ضمیر ایک کروڑ میں فروخت کر دیا۔ کل تم تک بھی اطلاع پہنچ جائے گی۔۔" ہم زاد کی اس اطلاع پر وہ ششدر رہ گئی۔ شہزاد کو اپنا وجود کسی طوفان میں آئے ہوئے تنکے کی مانند لگا۔

"او مائی گاڈ، کس نے بتایا آپ کو۔۔۔۔؟" وہ بوکھلا گئی۔

"اس بات کو چھوڑیں، صبح شجاع غنی، کیس واپس لے لے گا اور ساتھ میں ایک پریس کانفرنس کر کے میر خاقان سے معافی بھی مانگے گا۔" وہ اس کے کانوں میں صور پھونک رہا تھا۔ شہزاد کی اپنے سیل فون پر گرفت مضبوط ہوئی۔

"وہ اتنی چیپ حرکت کیسے کر سکتا ہے، میں نے اتنی محنت کی تھی اس کیس پر۔۔۔" اسے حقیقتاً دھچکہ لگا۔

"ہاں، تم نے اچھی کوشش کی اور اگر شجاع غنی اپنے پیروں پر کھڑا رہتا تو ایک دفعہ تو میر فیملی کی بنیادوں کو ہلا دیتا۔" وہ اسے تسلی دینے کے انداز میں کہہ رہا تھا لیکن اس کے تمام الفاظ اس قیامت کا مداوا کرنے سے قاصر تھے، جس سے وہ اس وقت گذر رہی تھی۔

"میں شجاع کو ایسا نہیں کرنے دوں گی۔۔۔" اس کی زبان پھسلی۔

"جب ضمیر بک جائے تو پھر دنیا کی کوئی بات کسی پر اثر نہیں کرتی۔۔۔" وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے۔۔۔" شہزاد کا رنجیدہ لہجہ گواہ تھا کہ وہ سچ کہہ رہی تھی۔

"میں فون بند کر رہی ہوں، تھوڑا کام ہے مجھے۔۔۔" اس کو خود پر قابو پانے میں دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ اسکی کیفیت سمجھ گیا، اس لیے خاموشی سے فون بند کر دیا، وہ جان سکتا تھا کہ اپنے کیئریر کے آغاز میں یہ دھچکا اس کے لیے کتنا بُرا ثابت ہو سکتا ہے۔۔

وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر افسردہ انداز میں بیٹھ گئی، اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں، اتنا تو وہ جانتی تھی کہ ہم زاد کی اطلاع سو فیصد کنفرم ہو گی، لیکن اس کے باوجود اس کا دل و دماغ اس بات کو ماننے کے لیے راضی نہیں ہو رہا تھا۔ اسی وقت اسکے سیل فون کی ٹیکسٹ ٹون بجی۔ اس نے بجھے بجھے سے انداز میں اسکرین پر دیکھا۔ ہم زاد کا میسج تھا۔

"شہزاد، بہتر ہو گا، تم شجاع غنی والے معاملے کو ایسے ہی ہینڈل کرو، جیسے تمہاری ماں نے ہارون رضا کو کیا، آئی مین، گوٹو ہیل۔۔۔" اس کے آگے اسمائلی کا نشان بنا ہوا تھا۔۔۔ اس ساری سچویشن میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ ٹینا سہگل کی بیٹی ضرور تھی لیکن بعض معاملات میں ان کی طرح بہادر نہیں تھی۔ اسے اب ساری رات اسی ایک بات پر ہزاروں دفعہ کڑھنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد کا موسم کافی بدل چکا تھا۔۔۔ فضاؤں میں ہلکی سی خنکی کا احساس بھر گیا تھا۔۔۔ وہ مناہل اور برہان کے ساتھ کنسرٹ میں پہنچی، تو اسکا موڈ خاصا خوشگوار تھا، وہ مناہل کے ساتھ اچھی خاصی بے تکلفی اور دوستی گانٹھنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

"سریلی اکھیوں والے، سنا ہے تیری اکھیوں سے، بہتی ہیں نیندیں اور نیندوں میں سپنے۔۔۔" وہ تینوں اندر داخل ہوئے اس وقت راحت کی خوبصورت آواز پورے ہال میں گونج رہی تھی۔ در شہوار کے دل میں شدت سے یہ خواہش جاگی کہ کاش اس وقت ہادی بھی ان کے ساتھ ہوتا۔ اس کنسرٹ کی انتظامیہ میں برہان کا ایک اسٹوڈنٹ تھا اس لیے ان تینوں کو دوسری رو میں بڑے آرام سے سیٹس مل گئی تھیں۔ پروگرام بہت زبردست تھا، راحت کی سریلی آواز میں گونجنے والے گانوں پر اس نے بارہا اپنے بھائی کو بڑے والہانہ انداز میں مناہل کے چہرے کو تکتے ہوئے محسوس کیا اور اس کنسرٹ سے واپسی پر اسے یقین ہو گیا تھا کہ برہان کی زندگی میں

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

انابیہ کی ڈور کٹ چکی ہے۔ اسے کچھ لمحے کے لیے افسوس ضرور ہوا لیکن اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک کر ہادی کے سپنے بننے لگی، اسے یقین تھا کہ مناہل اپنے دل کی بستی کو آباد کرنے کی خاطر اس کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی۔

"موسم تو آج بہت غضب کا ہے۔۔۔" برہان نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا، جہاں بجلی کی چمک کے ساتھ بہت سی بوندیں زمین پر برسنے کو بے تاب تھیں۔ وہ وہ تینوں جیسے ہی گاڑی کے پاس پہنچے، مناہل کے سیل فون کی مترنم گھنٹی بجی، اس نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی اور بغیر سلام دعا کے شروع ہو گئی۔

"ہادی کے بچے، اتنا خوبصورت پروگرام تم نے مس کر دیا، کتنی منتیں کیں تھیں میں نے کہ وقت نکال کر آ جاؤ۔۔۔" ہادی کا نام سنتے ہی در شہوار کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسکا روم روم مجسم سماعت بن گیا، برہان گاڑی کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے اور در شہوار کو ہاتھ کے اشارے سے آگے بیٹھنے کو کہا۔

"آپ آگے چلی جائیں پلیز۔۔۔" در شہوار نے مناہل کو مخاطب کیا۔ وہ جو اپنی کال پر مصروف تھی اس کی بات پر مسکرائی۔

"تھینک یو۔۔" اس نے سر خم کر کے اسکا شکریہ ادا کیا اور بڑے بے تکلف انداز میں اگلی سیٹ سنبھال لی۔ جیسے یہ اس کا پیدائشی حق ہو۔

"بکواس بند کرو ہادی، تمہیں اگلے ہفتے ہر صورت آنا ہو گا، ورنہ میں خفا ہو جاؤں گی۔۔۔" وہ بڑے مان بھرے انداز میں اس پر دھونس جما رہی تھی۔

"اچھا اچھا زیادہ لیکچر دینے کی ضرورت نہیں، ابھی بزی ہوں میں کچھ فرینڈز کے ساتھ، گڈ بائے۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے فون بند کیا۔

"مناہل تم سے بڑا ہے وہ، لیکن کتنی بدتمیزی سے بات کرتی ہو اس سے۔۔" برہان نے مسکرا کر اسے ٹوکا۔

"اتنا بھی بڑا نہیں ہے، جتنا بننے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔" اس نے بے نیازی سے کہا

"کبھی ملواؤ ناں اس سے۔۔؟" برہان کی بات پر در شہوار بری طرح سے چونکی، اس کا مطلب یہ تھا کہ برہان بھی نہیں جانتے تھے کہ مناہل کا بھائی کون ہے۔

"ہاں، ہاں کیوں نہیں۔۔۔" مناہل نے مسکرا کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ "در شہوار کیسا لگا آج کا کنسرٹ۔؟ انجوائے کیا۔۔۔؟"

"بہت زیادہ۔۔۔ تھینک یو یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔۔۔" در شہوار نے مسکرا کر اسے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے نیکسٹ ٹائم پھر دوبارہ انوائیٹ کروں گی تمہیں۔۔۔" اس نے خوشدلی سے کہا تو در شہوار بھی مسکرا کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"انوائیٹ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، میں اسکا ایڈمیشن کروا رہا ہوں یونیورسٹی میں۔۔۔" برہان نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔

"دیٹس گریٹ۔۔۔۔" وہ مسکرائی۔ در شہوار خاموشی سے ان دونوں کی نوک جھونک سننے لگی، اسے دو ملاقاتوں میں ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ برہان اور مناہل کی بہت زیادہ انڈر اسٹینڈنگ تھی، لیکن اس کے باوجود برہان نے اسے انابیہ کے بارے میں نہیں بتایا تھا، اس بات نے در شہوار کو خاصی الجھن میں مبتلا کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے ایک گھنٹے سے محمد ہادی سخت ٹینشن میں لان میں ٹہل رہا تھا۔۔۔ چلتے چلتے وہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی کا مکہ بنا کر دوسری پر برساتا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ کرسی پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیتا۔ اس کا سارا وجود پچھلے ایک گھنٹے سے زلزلے کی زد میں تھا، جب اسے عالیہ قریشی کی کال سے شجاع غنی کی گھٹیا حرکت کا پتا چلا تھا۔ وہ اپنا کیس واپس لے چکا تھا، اور یہ بات قریشی ایسوسی ایٹس کے منہ پر طمانچہ تھی۔

"میں تو سخت حیران ہوں، آخر میر خاقان نے ایسا کون سا اسم اعظم پڑھا ہے، اچھا خاصا بندہ پلٹا کھا گیا ہے۔" مسز قریشی کے لیے بھی یہ بات خاصے اچھنبے کا باعث بنی تھی۔

"بے غیرت لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔" ہادی کا بس نہیں چل رہا تھا شجاع غنی کی گردن مروڑ دیتا۔

"شیری بہت زیادہ ڈسٹرب ہے اس بات سے۔۔"

"اور ہونا بھی چاہیے، اسے کیا پتا تھا یہ خبیث انسان اس طرح راستے میں خوار کرئے گا اسے۔۔" ہادی نے فوراً اسکی حمایت کی۔

"میں نے تو بہت سمجھایا ہے اسے، پریکٹیکل لائف میں ایسی چیزیں ہوتی رہتی ہیں۔۔۔"

"لیکن کریئر کے آغاز میں کم کم لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے ممی۔۔۔" ہادی نے سنجیدگی سے کہا۔

"اٹس اوکے، میں بعد میں بات کرتی ہوں، ابھی ایک آفیشل میٹنگ کے لیے نکلنا ہے۔۔۔" مسز عالیہ قریشی نے فون بند کر دیا تھا لیکن تب سے ہادی سخت ڈسٹرب تھا اسے علم تھا مسز قریشی اور شہزاد نے شجاع غنی کو سمجھانے کی کافی کوشش کی تھی لیکن وہ اپنی بات سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہیں تھا اور چونکہ اس کیس کا وہی مدعی تھا اس لیے اسے مزید جاری رکھنا ممکن ہی نہیں تھا۔

"بس کر دو یار، اور کتنا دل جلاؤ گے اپنا۔۔۔" سعد اسٹرونگ سی چائے کے دو کپ ٹرے میں رکھے باہر نکلا۔ وہ دونوں دو گھنٹے پہلے ہی آفس سے آئے تھے اور آتے ہی یہ خبر بم بن کر ان پر گری تھی۔

"میرا بس چلے تو اس شجاع غنی کو جا کر کھڑے کھڑے گولی مار آؤں۔۔۔" محمد ہادی چلتے چلتے رکا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"کوئی فائدہ نہیں، بے ضمیر بندہ ویسے ہی دوسروں کی نظروں سے گر کر مر جاتا ہے۔۔۔"سعد نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا۔

"تم اس کا گھٹیا پن دیکھو، اگر یہی سب کچھ کرنا تھا تو بھلا کیس کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔؟"ہادی کا غصّہ کسی صورت بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"ارے یہ سب ذہنی غلام لوگ ہیں، بس کسی نہ کسی طریقے سے حاکم بالا سے اپنی قیمت بڑھواتے ہیں۔۔۔"سعد نے بھی منہ بنا کر تبصرہ کیا۔

"ہاں، اوقات تو اسکی ایک لاکھ کی بھی نہیں تھی، اور کہاں ایک کروڑ۔۔۔"ہادی نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

"یہ بتاؤ بیرسٹر شیری کو تو خاصا دھچکا لگا ہو گا۔۔۔"

"آف کورس یار، اس کی وجہ سے اس بیچاری نے گولیاں تک برسالیں اپنی گاڑی پر۔۔۔"ہادی کو میٹھی چائے بھی اس وقت سخت کڑوی لگ رہی تھی۔

"لیکن ایک بات تو اب طے شدہ ہے۔۔۔"سعد نے ہلکا سا توقف دیا تو ہادی نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"میر فیملی اس معاملے میں ہے خوش قسمت، ان کو سیاست کرنا آتی ہے۔۔۔"

"بے فکر رہو، کسی دن اونٹ پہاڑ کے نیچے ضرور آئے گا۔۔۔"ہادی نے منہ بنا کر کہا۔

"دل کو بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔۔۔"سعد نے اس بات کو مذاق میں اڑایا تو وہ سچ مچ بُرا مان گیا، ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ اس نے باقاعدہ ٹرے میں پٹخا تھا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گھر کے اندرونی پورشن کی طرف بڑھ گیا۔ سعد حیرانگی سے اسکی طرف دیکھتا رہ گیا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کیس کے معاملے میں اتنا سیریس بھی ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ کیا چل رہا ہے تم دونوں کے بیچ۔۔۔؟؟؟"تاجدار بیگم اس دن شاہ میر کا بازو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اپنے بیڈ روم میں لے آئیں، دروازہ اچھی طرح لاک کر کے انہوں نے کڑے تیوروں کے ساتھ اپنے سب سے چھوٹے اور لاڈلے بیٹے کو دیکھا، جو بڑے پُر سکون انداز میں کھڑا ان کا دل جلا رہا تھا۔

"میں کیا پوچھ رہی ہوں، یہ کیا سلسلہ چل رہا ہے تم دونوں کے درمیان۔۔۔؟"انہوں نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

"وہی جو آپ نے دیکھا۔۔۔"شاہ میر، اس گھر کا سب سے زیادہ پُر اعتماد اور بے باک لڑکا تھا۔ لگی لپٹی تو اسے رکھنی آتی نہیں تھی اور یہ بات گھر کے سبھی مکین اچھی طرح سے جانتے تھے۔ اس کا جواب سنتے ہی تاجدار بیگم کو ایک جھٹکا لگا، ان کا خیال تھا کہ وہ اپنی بات سے مکر جائے گا۔

http://paksociety.com

"شادی کرنا چاہتا ہوں میں طوبیٰ سے۔۔۔" شاہ میر کی اگلی بات نے ان کا دماغ گھما دیا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔" انہوں نے اس بار اپنے بیٹے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسکے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی۔

"وجہ پوچھ سکتا ہوں۔۔۔" اسکے چہرے پر موجود استہزائیہ مسکراہٹ نے تاجدار بیگم کے ہوش ضرور اڑا دیئے۔

"تمہارے داجی، نمیرہ کے لیے سوچے بیٹھے ہیں۔۔۔" تاجدار بیگم کی بات پر وہ بدک کر پیچھے ہٹا اور ماں کی طرف یوں دیکھا، جیسے انہوں نے اس صدی کی سب سے عجیب بات سنا دی ہو۔

"نمیرہ اور میں۔۔۔۔؟؟؟؟" اس نے ہاتھ کی انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا اور تصدیق چاہی۔

"ہاں، تم دونوں۔۔۔" انہوں نے قدرے خفیف انداز سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، صاف منع کر دیں میری طرف سے۔۔۔" اس کے باغیانہ انداز پر تاجدار بیگم نے جھنجھلا گئیں۔

"بے وقوف لڑکے، اس گھر میں وہی ہوتا ہے جو تمہارے داجی چاہتے ہیں۔۔۔"

"ہاں تو وہ اس گھر میں جو کچھ مرضی کریں، میں نے کون سا منع کیا ہے انہیں لیکن۔۔۔۔" وہ اپنی بات کرتے کرتے رکا۔

"لیکن کیا۔۔۔؟؟؟" تاجدار بیگم کے چہرے پر تفکر کے گہرے سائے ابھرے۔

"اپنی زندگی سے کھیلنے کا حق کسی کو نہیں دوں گا میں، چاہے وہ میرا سگا باپ یا اسکا باپ ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔" اس کا زہر خند لہجہ اور دو ٹوک انداز اسکی ماں کے دل و دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجا گیا۔ شاہ میر نے اپنی بات مکمل کی اور غصّے سے پاؤں پٹختا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ تاجدار بیگم کا دل دھک کر کے رہ گیا، وہ پریشانی سے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆

شہرزاد نے صبح صبح ارتضی حیدر کے ساتھ اسکے آفس میں چھاپہ مارا۔ وہ اچانک اسے سامنے دیکھ کر ہڑبڑا کر اٹھا، وہ بغیر کسی اطلاع کے وہاں پہنچی تھی۔ اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ ہلکی سی خجالت کا شکار ہوئی۔

"آئی ایم سوری، میں آپ کو انفارم نہیں کر سکی۔۔۔"

""اٹس، اوکے۔۔۔" ہادی نے ان دونوں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "چائے لیں گے یا کافی۔۔۔؟"

"کچھ بھی نہیں، ہمیں شجاع غنی کے گھر کا ایڈریس چاہیے۔۔۔"

"وہ تو آپ یہاں کے پولیس اسٹیشن میں فون کر کے ایس ایچ او سے بھی لے سکتے تھے۔۔۔" ہادی نے مسکرا کر ارتضی کو جواب دیا۔

"میر حاکم علی کے علاقے کے تھانے میں ایسی کوئی بات ہو اور ان تک نہ پہنچے، ایسا ممکن نہیں۔۔۔۔" اس دفعہ جواب ارتضی کی طرف سے آیا تھا، وہ شاید اسی لیے اس وقت پولیس یونیفارم میں نہیں تھا۔

"میرا آفس بھی انہی کے علاقے میں ہے۔۔۔" ہادی نے ہلکے پھلکے انداز میں انہیں چھیڑا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"آپ اگر میم عالیہ قریشی کے بیٹے نہ ہوتے تو شاید ہم اس آفس سے بھی سو میل کے فاصلے سے گذرتے۔"اس دفعہ جواب شہزاد کی طرف سے آیا تھا، اس نے مسکرا کر سامنے بیٹھی لڑکی کی طرف دیکھا، جس سے اس کی والدہ بہت زیادہ امپریس تھیں۔

"میں ساتھ چلوں یا ڈرائیور کو بھجوا دوں۔۔۔؟؟؟"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔۔۔۔"

"میرا خیال ہے، آپ لوگ ہی ہو آئیں، کیونکہ ہو سکتا ہے میں اسے دیکھ کر اپنا غصّہ کنٹرول نہ کر پاؤں۔۔"اسکی صاف گوئی پر شہزاد نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

"وہ کیوں۔۔۔؟؟"اس کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ شجاع غنی کو مال روڈ پر پھانسی کے پھندے پر لٹکا دے۔۔"کمپیوٹر پر کام کرتے سعد نے پہلی دفعہ گفتگو میں حصّہ لیا۔

"آپ تو اس کیس کو لے کر مجھ سے بھی زیادہ جذباتی نکلے۔۔۔"شہزاد مسکرائی۔

"اور میں میم عالیہ قریشی کے بیٹے سے اسی چیز کی توقع کر رہا تھا۔۔۔"ارتضی حیدر نے مسکراتے ہوئے تبصرہ کیا تو ایک مسکراہٹ نے ہادی کے لبوں کا بھی احاطہ کیا، شہزاد اور ارتضی دونوں، اسکے ڈرائیور کے ساتھ شجاع کے گھر کی طرف نکل گئے تھے لیکن اس کیس کے حوالے سے ان کے ستارے شاید گردش میں تھے اس لیے شجاع غنی کے گھر کے دروازے پر ایک بڑا سا قفل ان کا منہ چڑا رہا تھا۔

"وہ لوگ تو کل ہی پنڈی شفٹ ہوئے ہیں۔۔۔"یہ اطلاع ان کے پڑوسی کی طرف سے ملی۔

"اوہ شٹ۔۔۔۔!!!"شہزاد جھنجلا کر دوبارہ گاڑی میں آن بیٹھی۔

"پنڈی کا ایڈریس ڈھونڈنا بھی کوئی مشکل نہیں، میں اسے پاتال سے بھی نکال لاؤں گا۔۔"ارتضی نے اسے تسلی دی۔

"لیکن کیا فائدہ۔؟ آج شام وہ پریس کانفرنس کرنے والا ہے، ہمیں اس سے پہلے ملنا چاہیے تھا اس سے۔"شہزاد کے لہجے میں مایوسی در آئی۔

"مجھے لگتا ہے وہ میر حاکم کے اسلام آباد والے گھر میں ہو گا۔۔۔"ارتضی کی بات پر وہ چونکی۔

"آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔؟"

"یہ فیملی بہت شاطر ہے انہیں اندازہ ہو گا کہ ہم لوگ اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے، اس لیے انہوں نے اسے انڈر گراؤنڈ کروا دیا۔"ارتضی کی بات میں دم تھا تبھی وہ اس سے متفق ہوئی۔

"لیکن اس کیس میں نہ سہی، کسی اور میں، اس خاندان کو لوہے کے چنے چبواؤں گی ضرور۔۔۔"شہزاد کا لہجہ تنفر میں ڈوبا ہوا تھا۔

"پروفیشنل لائف میں اتنا پرسنل ہونا اچھا نہیں ہوتا۔۔۔۔"ارتضی نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

http://paksociety.com

"شاید نہ ہوتی، اگر انہوں نے میری گاڑی پر فائرنگ کروا کر مجھے دھمکانے کی کوشش نہ کی ہوتی۔" اس کے پاس بھی اپنی بات کا بہترین جواز موجود تھا۔

"اینی ہاؤ، میں اس کیس میں ہی نہیں، ہر کیس میں آپ کے ساتھ ہوں۔۔۔" ارتضی کا لہجہ معنی خیز تھا لیکن وہ اس وقت سوچوں کے اژدھام میں الجھی ہوئی تھی اس لیے نوٹ نہیں کر پائی۔ ان دونوں کی گاڑی اب مری ایکسپریس وے کی جانب دوڑ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

مونیکا نے سیل فون پر ذوالکفل کا نمبر ملایا، کافی دیر تک گھنٹیاں بجتی رہیں، لیکن کال ریسیو نہیں کی گئی، اسے اپنے اعصاب چٹختے ہوئے محسوس ہوئے، پچھلے تین دن سے وہ یہ نمبر بارہا ملا چکی تھی لیکن کبھی پاورڈ آف ملتا، اور اگر بیل جاتی تو اٹینڈ نہیں کیا جاتا۔ مونیکا کو لگ رہا تھا جیسے اسکی کشتی کسی منجدھار میں آ کر پھنس گئی ہو، اس کی بھوک پیاس اڑ چکی تھی اور اسکی والدہ تاسف بھری نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتی تھیں، اب تو مونیکا نے دوبارہ ان کے ساتھ چرچ جانا بھی شروع کر دیا تھا اس لیے ان کا دل اس طرف سے بھی مطمعن ہو چکا تھا۔

"اے رب العالمین، مجھے اس مشکل وقت سے نکال دے، مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ مت ڈالنا۔۔" زیر لب دعا مانگتے ہوئے اس نے ایک دفعہ پھر ذوالکفل کا نمبر ملایا، تیسری بیل پر کال ریسیو کر لی گئی تھی مونیکا کی ڈوبتی ہوئی نبض کو ایک دم ہی سہارا ملا۔ مانوس گھمبیر آواز اسکی سماعتوں میں پہنچی اور اس کی دھڑکنوں کو قرار آ گیا۔

"مونیکا کیسی ہو تم۔۔۔؟"

"میں ٹھیک ہوں، لیکن تم کہاں ہو، ہزار دفعہ تمہارا نمبر ملا چکی ہوں۔۔۔"

"سوری یار میرا سیل فون اس ٹرپ کے دوران ایک ندی میں گر گیا تھا، اور آج ہی لاہور پہنچ کر نیا فون خریدا ہے۔۔۔" ذوالکفل نے شرمندگی سے وضاحت دی، وہ اسکی پریشانی سمجھ سکتا تھا۔ وہ شمالی علاقہ جات کی سیر و تفریح سے لوٹا تھا۔

"لیکن تم کسی اور کے فون سے تو بتا سکتے تھے ناں، تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ کتنی اذیت میں ہوں میں، ایک ایک لمحہ قیامت بن کر گزر رہا ہے مجھ پر۔۔۔" ہونٹوں پر پھسلتی نمکین کو محسوس کر کے اسے علم ہوا کہ وہ رو رہی تھی۔

"آئی ایم سو سوری یار۔۔۔۔" دوسری طرف وہ جان چکا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔

"پلیز مونیکا، چپ کر جاؤ میں بہت گلٹی فیل کر رہا ہوں۔۔"

"تم بتاؤ، میں کیا کروں۔؟ میکائیل پاکستان آ رہا ہے۔۔۔" پر حدت قطرے مسلسل مونیکا کی گالوں پر لڑھک رہے تھے۔

http://paksociety.com

"میری مانو، تم فوراً لاہور آ جاؤ، ہم یہاں کچھ نہ کچھ کر لیں گے۔۔۔" ذوالکفل نے اسکی ڈوبتی ہوئی نبض کو زندگی بخشی۔ اسی وقت اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی، مونیکا نے پھرتی سے فون بند کیا اور جلدی سے آنکھیں صاف کر کے دروازہ کھولا تو سامنے اسکی چھوٹی بہن کھڑی تھی۔

"دروازہ لاک کر کے تم کیا کر رہی تھیں۔۔۔؟" وہ مشکوک ہوئی۔

"کچھ نہیں کپڑے چینج کرنے لگی تھی۔۔" مونیکا خود کو سنبھال چکی تھی، ویسے بھی ذوالکفل سے بات کر کے وہ اب ذہنی طور پر پرسکون تھی۔

"باہر آ کر دیکھو، می اور پاپا میں سخت جھگڑا ہو رہا ہے۔۔۔" وہ فکر مند انداز میں گویا ہوئی۔

"کیوں۔۔۔؟" مونیکا کو سخت حیرانگی ہوئی، کیونکہ مارتھا اور جارج میں بلا کی ہم آہنگی تھی، اس نے ان دونوں کو کبھی لڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ وہ جلدی سے باہر نکل آئی، سامنے لاؤنج میں کھڑا جارج چیخ رہا تھا۔

"بے وقوف عورت تم یہ کیوں نہیں دیکھ رہی ہو کہ وہ گھر کتنا سستا مل رہا ہے، میں ساری زندگی کرائے کے گھروں میں دھکے نہیں کھا سکتا۔۔۔"

"اور تم یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہے ہو کہ اس گھر کے برابر میں مسجد ہے۔۔" مارتھا جھنجھلا کر گویا ہوئیں۔

"تو کیا چرچ کے آس پاس مسلمانوں کے گھر نہیں ہوتے۔۔؟" جارج کو بے تحاشا غصّہ آ رہا تھا، مونیکا کو دیکھ کر وہ تھوڑا دھیما ہوا۔

"تم اپنی ماں کو سمجھاؤ، تھوڑا عقل سے کام لے، اتنی مناسب قیمت میں اتنا اچھا گھر مل رہا ہے، جو میں اسکی فضول منطق کے پیچھے نہیں چھوڑ سکتا۔" انہوں نے اپنی سب سے بڑی بیٹی کو بھی اس معاملے میں شریک کیا۔

"یہ تو طرفداری کرے گی ہی۔۔۔" مارتھا کے طنز پر مونیکا کا رنگ اڑا۔

"وہ تمہاری طرح احمق نہیں ہے۔۔۔" جارج نے فوراً اپنی بیٹی کی حمایت کی۔

"می، اگر گھر اچھا ہے تو خرید لینے میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔۔" وہ محتاط انداز میں گویا ہوئی۔

"دیکھا، میں نے کہا تھا ناں، یہ تو باپ کی چہیتی ہے، اس کی ہر بات پر حمایت کرنے والی۔۔۔" مارتھا اب اس سے بھی خفا ہو گئی تھی۔ اس کی چھوٹی بہن بھی کمرے میں آ گئی تھی۔

"می، لینے دیں ناں پاپا کو گھر، یہ بھی تو دیکھیں، کتنے سالوں سے ہم رینٹ پر رہ رہے ہیں، اچھا ہے ناں اپنا گھر ہو جائے گا۔۔۔"

"لو اسکی کمی تھی، وہ بھی پوری ہو گئی۔۔۔" مارتھا نے بیزاری سے اپنی چھوٹی بیٹی کی طرف دیکھا، جو باپ کے بالکل ساتھ جا کر بیٹھ گئی تھی۔ جب کہ بیٹیوں کی طرفداری نے جارج کا موڈ خوشگوار کر دیا تھا۔

"اب بتاؤ، کیا کہتی ہو۔۔۔؟؟؟" وہ مسکرا رہے تھے۔

http://paksociety.com

"ظاہر ہے اب تو وہی ہو گا جو باپ بیٹیاں، چاہیں گی۔۔۔" مارتھا نے ہتھیار ڈال دیئے تھے، مونیکا فوراً اٹھی اور محبت سے ماں کے گلے میں بازو ڈال دیئے۔

"میں ممی کے ساتھ ہوں، جیسا وہ چاہیں گی، وہی ہو گا۔۔۔" اس نے ماں کو مسکا لگایا

"میں تو فی الحال یہی چاہتی ہوں، جہاں بھی جاؤں، پہلے تمہارا فرض ادا کر دوں۔ پوچھیں میکائیل سے کب کی فلائیٹ ملی ہے اسے۔" وہ ہلکا سا منہ بنا کر بولیں، مونیکا کی ان کے گلے میں گرفت ڈھیلی ہو گئی، اور ساتھ ہی اسکا چہرہ بھی تاریک ہو گیا۔

"فی الحال تو تم لوگ، پیکنگ اسٹارٹ کرو، اب جو ہو گا نئے گھر میں جا کر ہو گا۔" جارج اپنی بیوی کے مان جانے پر خوش تھا۔ اس کا بہت سالوں سے اپنا گھر خریدنے کا خواب پورا ہونے جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اس نے پردہ سرکا کر کھڑکی کے پٹ وا کیے۔۔۔ اس گھر میں انہیں چھتیس گھنٹے سے زائد کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ رات جو خدشات اور وہموں سے سے شروع ہوئی تھی اسکا اختتام بہت خوبصورت انداز میں ہوا تھا۔ رومیصہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ سامنے دیوار اسکی رگوں سے جان نکال سے ٹیک لگائے کھڑا شخص کبھی اس کی زندگی میں اتنا اہم ہو جائے گا کہ اس سے الگ ہونے کا احساس ہی دینے کے مترادف ہو گا۔ ایک ناآسودگی کا جال جس میں وہ ہمیشہ سے قید تھی، اسے وہاں سے آزادی مل گئی تھی۔ ایسی خوشی تھی جس نے اسے نہال کر دیا تھا۔ رومیصہ سر جھکائے یوں بیٹھی تھی جیسے اس شخص کے سامنے اب کبھی بھی سر اٹھا نہیں سکے گی، لہو گرما دینے والی اسکی نظریں رومیصہ کے چہرے کو سلگانے لگیں۔

"ہمیں اب اس گھر کو چھوڑنا ہو گا رومیصہ۔۔۔" اس کی نرم آواز رومیصہ کی سماعتوں تک پہنچی۔ رومیصہ کو اپنا نام اس سے پہلے اتنا معتبر اور پیارا کبھی بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دھندلائی ہوئی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں امڈنے والے آنسو اس شخص کو تکلیف دے رہے تھے۔

"میں کوشش کروں گا، تمہارے ساتھ اگر کچھ اچھا نہ کر سکوں تو میرا وعدہ ہے کبھی بُرا بھی نہیں کروں گا۔۔۔"

"تم مجھے چھوڑ کر کہاں جاؤ گے۔۔۔؟" اس نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھایا۔

"اگر اس طرح روؤ گی تو شاید کہیں بھی نہ جا پاؤں۔۔۔" وہ رخ موڑ کر ڈریسنگ کے شیشے کے عین سامنے جا کھڑا ہوا۔

"اور اگر میں نہ جانا چاہوں تو۔۔۔؟" وہ شدید بے بسی محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں ابھی زندگی کے اس مقام پر ہوں جہاں شاید تمہارے لیے کچھ نہ کر پاؤں۔۔" اسکے دل گرفتہ انداز پر رومیصہ کی آنکھوں کی روشنی مدھم ہوئی۔ وہ شکست خوردہ انداز میں اسکے سامنے آن کھڑا ہوا۔"

"میں تمہارا انتظار کر سکتی ہوں۔۔۔۔" وہ ان لمحات میں ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے کئی صدیوں کی مسافت طے کر چکی ہو۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"اگر حالات کے گرداب میں پھنس گیا تو کیا کرو گی۔۔۔" اس لمحے وہ رومیصہ کو خاصا بے رحم لگا۔۔

"پھر وہ اعتراف محبت کیوں کیا تم نے۔؟ کیوں میری پر سکون زندگی میں اپنے نام کا پتھر پھینکا، پہلے کیا کم تھیں اذیتیں جو تم بھی حصہ ڈالنے چلے آئے۔" وہ جیسے ہوش میں آ کر ہذیانی انداز میں چیخی۔

"سب لوگ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں، کسی کو بھی مجھ پر ترس نہیں آتا۔۔۔" وہ دھواں دھار انداز میں رو پڑی۔ اس کا دل کٹ کر رہ گیا، وہ فوراً اس کے پاس بیٹھا اور نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑا، جو اس نے ناراضی سے چھڑا لیا تھا۔

"ایسا مت کرو میرے ساتھ۔۔۔" وہ التجائیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسی وقت اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے جلدی سے فون اٹینڈ کیا اور عجلت بھرے انداز میں گویا ہوا۔

"کہاں ہو تم۔۔۔؟ اوکے، ہم لوگ آ رہے ہیں۔۔۔ وہ فون بند کر کے دوبارہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔

"دیکھو رومیصہ۔۔۔۔" اس نے محبت سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"مجھے اب کچھ نہیں دیکھنا۔۔۔" وہ کسی ضدی بچے کے انداز میں بسوری تو وہ مسکرا دیا۔

"دیکھو میرا وعدہ ہے تم سے رابطے میں رہوں گا، میرا سیل نمبر تمہارے پاس بھی تو ہے۔ جیسے ہی حالات کچھ بہتر ہونگے تو ہم کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے۔" اس نے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اسکے آنسو چنے، رومیصہ نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔

"سچ کہہ رہے ہو۔۔۔؟" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"تمہارے اور میرے رشتے میں اب کسی جھوٹ کی گنجائش نہیں نکلتی، تم نے اپنی ساری زندگی کی داستان کھول کر میرے سامنے رکھ دی، میں مانتا ہوں تمہارا ماضی بہت تلخ ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ تمہارے مستقبل کو تمہارے لیے آسان اور خوبصورت بنا سکوں۔" درشہوار کا دل اسکی بات پر تھوڑا مطمئن ہوا۔ اس کے لہجے کی سچائی رومیصہ کے دل میں خود بخود جگہ بنا چکی تھی تبھی وہ اس دفعہ نم آنکھوں کے ساتھ پورے دل سے مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆

اس واقعے کے بعد سے طوبیٰ، تاجدار بیگم کی کاٹ دار نگاہوں سے چھپتی پھر رہی تھی، ان کا مزاج سخت برہم تھا اور گھر بھر کے نوکروں کی شامت آئی ہوئی تھی ان کی دونوں دیورانیاں ندرت بیگم اور شارقہ بیگم آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے ان کے خراب موڈ کی اصل وجہ پوچھتی پھر رہی تھیں، لیکن میر ہاؤس میں سوائے طوبیٰ اور شاہ میر کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ آجکل ہر ایک پر اتنا کیوں بگڑ رہی ہیں۔

"طوبیٰ بی بی، درشہوار باجی کب آئیں گی۔۔۔۔" صندل کی چھوٹی بہن سندس نے کمرے کی ڈسٹنگ کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"کیوں، تمہیں اس سے کوئی کام ہے کیا۔۔۔؟" طوبیٰ کا لہجہ بیزاری میں ڈوبا ہوا تھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیم الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

''کام تو کوئی نہیں ہے جی، لیکن ان کے جانے کے بعد پورا گھر اداس، اداس لگتا ہے۔۔۔''سندس کی بات پر طوبی نے چونک کر اسکی طرف دیکھا اور ایک خیال نے اس کے ذہن کا احاطہ کیا۔

''''تمہیں اپنی بڑی بہن صندل یاد نہیں آتی سندس۔۔۔؟؟؟

''بہت آتیں ہیں طوبی بی بی، دو ہی تو بہنیں تھیں ہم۔۔۔''سندس کی آنکھیں بھر آئیں۔

وہ ڈسٹنگ چھوڑ کر کارپٹ پر بیٹھ گئی۔وہ صندل سے دو سال چھوٹی تھی اور میر ہاؤس میں ذرا کم کم ہی آتی تھی، اپنی ماں اور بہن کی میر ہاؤس میں مصروفیت کی وجہ سے اس نے اپنے گھر اور چھوٹے بہن بھائیوں کی ذمے داریاں سنبھال رکھی تھیں۔

''تمہیں کچھ پتا ہے، اس نے خودکشی کیوں کی۔۔۔؟''طوبیٰ نے نظریں چرا کر اس سے پوچھا۔

''مجھے صرف اتنا پتا ہے بی بی جی، وہ کسی چھوٹی موٹی بات پر اتنا بڑا اقدم نہیں اٹھا سکتی، اسے تو موت سے بڑا ڈر لگتا تھا۔''سندس افسردگی سے گویا ہوئی۔

''اس نے کبھی تم سے کوئی بات شئیر نہیں کی، میرا مطلب ہے جب وہ نور محل سے واپس آئی تھی۔۔۔''طوبی نے آج گڑے مردے اکھاڑنے کی کوشش کی۔

''کاش کہ کر لی ہوتی۔۔۔''وہ دوبارہ سے اٹھ کر ڈسٹنگ کرنے لگی۔

''اگر تمہیں پتا چلے کہ اسے کسی نے اس کام کے لیے مجبور کیا تھا تو۔۔۔؟''

''کس کام کے لیے۔۔۔؟''سندس نے حیرانگی سے اسکا چہرہ دیکھا۔

''مرنے کے لیے۔۔۔''وہ محتاط انداز میں گویا ہوئی۔

''میں منہ نوچ لوں گی اس خبیث بندے کا۔۔۔''سندس کے لہجے کی بے ساختگی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ واقعی ایسا کر گذرے گی۔

''کیا آپ کو لگ رہا ہے کہ ایسا کچھ ہوا ہو گا۔۔۔''سندس بلا کی ذہین تھی، طوبیٰ ہلکا سا گڑبڑا گئی۔

''لو مجھے کیوں لگنا تھا بھلا۔۔۔''وہ صاف مکر گئی۔

''چھوڑو تم ان باتوں کو، یہ ریک میں کتابیں ذرا ترتیب سے لگاؤ۔۔۔''طوبیٰ نے جلدی سے موضوع گفتگو بدلا۔ ویسے بھی اسے سندس کی کھوجتی ہوئی نظروں سے گھبراہٹ ہو رہی تھی، اس نے چند لمحے اسکی طرف دیکھا اور پھر کندھے اچکا کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

''آپ نے مجھے کہا تھا، فرسٹ ائیر کی کتابیں لے جانا، میرا میٹرک کا رزلٹ بس آنے ہی والا ہے۔۔''اسکا دھیان دوسری طرف لگ گیا۔

http://paksociety.com

"دیکھ لو، ان میں سے جو جو چاہیے، لے جاؤ۔۔۔" طوبیٰ نے اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا اور بیڈ سے ٹیک لگائی۔ سندس بڑے شوق اور دلچسپی سے اپنے مطلب کی کتابیں چھانٹنے لگی، انگلش، اردو، اسلامیات اور پاک اسٹڈیز کی کتابیں ہی اس کے کام کی تھیں باقی سائنس سبجیکٹس اسے نہیں چاہیے تھے۔

"میں یہ سب لے کر جا رہی ہوں طوبی بی بی۔۔۔" سندس نے کتابوں کو چھانٹ کر ایک سائیڈ پر کر لیا۔

"ہاں ہاں لے جاؤ، مجھے اب ان کی ضرورت نہیں۔۔۔" طوبیٰ ہنوز آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی، اسکا دماغ مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ درشہوار کے میر ہاؤس میں نہ ہونے کی وجہ سے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا، نمیرہ کے ساتھ اسکی کوئی خاص نہیں بنتی تھی۔ جب کہ انابیہ یونیورسٹی گئی ہوئی تھی۔ سندس ساری کتابیں اٹھا کر سرونٹ کوارٹر میں لے آئی، رات کو گھر کے کاموں سے فراغت پا کر وہ یونہی کتابیں کھول کھول کر دیکھنے لگی، صندل کی نسبت اسے پڑھائی کا بے تحاشا شوق تھا۔ پاکستان اسٹڈیز کی کتاب کی جلد تھوڑا خراب تھی، وہ اخبار اٹھا کر اس پر کور چڑھانے لگی، اس کے چھوٹے بہن بھائی بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے، وہ کتاب پر کور چڑھانے میں مگن تھی، جب ایک چھوٹا سا پرچہ کتاب سے نکل کر اس کی گود میں آن گرا۔ اس نے بے دھیانی میں اٹھایا اور جیسے ہی اس پر نظریں دوڑائیں، اس کا دماغ بھک کر کے اڑا، وہ صندل کی لکھائی ہزاروں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ سندس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی، جیسے جیسے وہ اس پر نظریں دوڑا رہی تھی، ویسے ویسے اس کے دماغ میں حشر برپا ہو رہا تھا۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اسے پتا ہی نہیں چلا، کب رشیدہ بیگم اسکے سر پر آن کھڑی ہوئیں۔

"یہ کیا ہے تمہارے ہاتھ میں۔۔؟" وہ تھوڑا مشکوک ہوئیں۔

"صندل کا رقعہ۔۔۔۔" سندس نے سر اٹھا کر ماں کی طرف دیکھا، اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئیں تھیں۔ جب کہ رشیدہ بیگم ہکا بکا انداز میں اسکی طرف دیکھ رہی تھیں، جیسے اس کی بات سمجھنے سے قاصر ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

http://paksociety.com